875

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22۔جون 2007

تلاوت قرآن پاک وترجمہ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 08-2007

مطالبات زر برائے سال 08-2007 پر بحث اور رائے شماری

877

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،22۔جون 2007

(یوم الجمع 6۔جمادی الثانی 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 9بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿69﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿70﴾

سورة النِّسَاء آيات 69 تا 70

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے (69) یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے (70)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

اجلاس تاخیر سے شروع ہونے کی وجہ سے کٹ موشنز پر بحث کے وقت کو بڑھانے کا مطالبہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل بھی cut motions کا کافی وقت ضائع ہوا اور آج آپ نے گلوٹین apply کرنے کے لئے time fix کیا ہوا ہے لیکن اجلاس تقریباً 35/40 منٹ لیٹ شروع ہو رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ cut motions کو پورا ٹائم دیا جائے اور گلوٹین کے لئے آپ نے جو time fix کیا ہوا ہے اسے اتنا extend کیا جائے جتنا اجلاس لیٹ شروع ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ 11 بجے کا ٹائم fix کیا ہوا ہے اسے آدھ گھنٹہ آگے کر لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ جی، یہ تحریک استحقاق محترمہ نور النساء ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ آج تک کے لئے pending تھی اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

ایس ایچ او تھانہ سول لائن فیصل آباد کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے گھر پر غیر قانونی چھاپہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جس دن یہ تحریک پیش ہوئی ہے اس دن جناب کے

حکم کے مطابق میری ان سے میٹنگ بھی ہوئی تھی اور متعلقہ اضلاع کے پولیس افسران کو بھی بلا لیا گیا تھا اور ان کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی گئی تھی اور طے یہ ہوا تھا کہ جب وہ واپس جائیں تو وہ محترمہ سے معذرت کریں گے کیونکہ ان پولیس افسران کے بقول کہ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ بہر حال میرے خیال میں یہ معاملہ طے ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: محرک ویسے بھی تشریف فرما نہیں ہے۔ یہ motion dispose of ہوئی۔ Next ہے میاں افتخار حسین چھچھر صاحب! یہ بھی آج تک کے لئے pending تھی۔ جی، وزیر قانون!

ایس ایچ او تھانہ حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب موجود ہے لیکن میں اس میں تھوڑی سی گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے معزز رکن سے بات کی تھی۔ اس حلقہ سے متعلقہ ایم پی اے کا استدلال یہ تھا کہ یہ ان کے حلقہ سے متعلقہ Privilege Motion ہے تو میں نے ممبر موصوف سے یہ گزارش کی تھی اور ان کے ضلع کے اور بھی کچھ دوست میرے پاس تشریف لائے تھے تو ان کا بھی استدلال تھا کہ اگر اس معاملہ کو افہام و تفہیم سے حل کر لیا جائے تو مناسب ہو گا لہذا میں آپ کے توسط سے معزز رکن سے یہ استدعا کروں گا کہ اس کو آج pending کر لیتے ہیں اور اگر یہ مناسب سمجھیں تو ہم بیٹھ جائیں گے اور اس کا کوئی حل نکال لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، چھچھر صاحب! ٹھیک ہے لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

میاں افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ویسے میں تھوڑا سا clarify کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ 3 قانونگوئیوں پر مشتمل ہے۔ بصیر پور، منڈی احمد آباد اور بھڈیانہ۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔

میاں افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! حلقے کی بات نہیں ہے۔ یہ Privilege Motion میں نے دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

میاں افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! آپ اس کو pending کر لیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: لہذا یہ تحریک استحقاق 25 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار 188 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! چنڑ صاحب نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے حوالے سے تحریک التوائے کار یہاں پر پیش کی تھی۔ اگر آپ 2 منٹ مجھے اجازت دیں کیونکہ اس کا ٹیکنیکل جواب ہے وہ میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بالکل بالکل۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے انجینئرنگ کالج میں پاکستان انجینئرنگ کونسل کی منظوری کے بغیر انجینئرنگ اور کمپیوٹر کی کلاسوں کا اجراء

(۔۔۔جاری)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جب یہ تحریک التوائے کار پیش ہوئی تو یونیورسٹی سے جواب مانگا گیا تو یونیورسٹی نے جواب دیا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں الیکٹرانکس انجینئرنگ کی کلاسز 1999 میں شروع کی گئی تھیں۔ اس میں 4 سالہ سیشن میں داخلہ لینے اور پاس ہونے والے طلباء کی تعداد 100 سے بھی کم تھی۔ فی طالب علم فی سمسٹر فیس تقریباً 10 ہزار روپیہ ہے۔ اس کے 4 سالہ سیشن میں کل 8 سمسٹر بنتے ہیں۔ ان 4 سالوں میں موصول فیس لاکھوں میں ہے لہذا ہزاروں طالب علموں کے داخلے اور کروڑوں روپے کی فیس وصول کرنے کی بات درست نہ ہے۔ انجینئرنگ کالج کی منظوری اور upgradation کے سلسلے میں پاکستان انجینئرنگ کونسل اسلام آباد سے کالج کے قیام کے حوالے سے رابطہ کیا گیا۔ ان کی طرف سے موصول ہدایت کے مطابق انجینئرنگ کالج میں مطلوبہ سہولتیں جن میں لائبریری، لیبارٹریز، بہتر

کلاس رومز، اساتذہ کو تفویض کر دی گئی ہیں۔ پاکستان انجینئرنگ کونسل کی معائنہ ٹیم نے کالج ہذا کا 15۔مارچ 2007 کو دورہ کیا۔ کالج ہذا میں درس وتدریس کی متعلقہ تمام سہولتوں پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کالج ہذا کی منظوری upgradation کے لئے بھرپور سفارش کی۔

جناب سپیکر! جو انجینئرنگ کالج اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں بنا ہوا ہے اس کے پاس این او سی نہیں تھا۔ اس حوالے سے چنڑ صاحب نے اپنی تحریک پیش کی تھی۔ اس کالج کو این او سی دے دیا گیا ہے اور این او سی انجینئرنگ کونسل دیتی ہے۔ اس کی روایت یا قانون یہ ہے کہ پہلے آپ کالج بناتے ہیں فیکلٹی شروع کرتے ہیں enrollment ہوتی ہے اور پھر جا کر کونسل آپ کو این او سی دیتی ہے۔ اب اللہ کی مہربانی سے یہاں پر این او سی دے دیا گیا ہے اور اب ریگولر کلاسیں شروع ہو گئی ہیں۔ اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اب قانون کے مطابق وہاں پر سارا کام کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کروڑوں کی نہیں لاکھوں کی بات ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے لاکھ کس مد میں انہوں نے جمع کروائے ہیں اور یہ جو نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے یہ کب جاری ہوا ہے اور اگر نہیں ہوا تو کب تک جاری ہو جائے گا اور طالبعلموں کے مستقبل کا مسئلہ ہے جو طالبعلم پاس ہو چکے ہیں کب تک ان کی سندیں confirm ہو جائیں گی؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ ہماری ایک پبلک یونیورسٹی ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے اس کو چارٹر دیا ہے۔ اس میں طالبعلموں کو کوئی problem نہیں ہے۔ این او سی مل گیا ہوا ہے ان کی ڈگری recognized ہے ان کے کورسز صحیح انداز میں چل رہے ہیں، فیسیں لی جا رہی ہیں۔ اس میں کوئی issue نہیں ہے۔ معزز ممبر نے ایک اچھے پوائنٹ کی نشاندہی کی تھی جس طرح کوئی بھی کالج پنجاب میں شروع کریں تو ایچ ای سی سے آپ کو اجازت لینا پڑتی ہے۔ اگر فیڈرل چارٹر ہے تو این او سی پنجاب دیتا ہے۔ اسی حوالے سے کسی بھی یونیورسٹی میں اگر آپ انجینئرنگ کالج کھولتے ہیں تو این او سی درکار ہوتا ہے۔ اب این او سی مل گیا ہے اور وہ جاری ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں بالکل کوئی مشکل نہیں ہے۔ تمام بچوں کا مستقبل محفوظ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک اس کو مزید پریس نہیں کرتے لہذا یہ تحریک dispose of ہوئی۔

اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔یہ پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔جی، وزیر بلدیات!

انٹرنیٹ کلبز فحاشی اور جرائم کی آماجگاہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کے ذریعے معزز رکن نے جس امر کی نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ واقعتاً اس وقت ہمارے معاشرے کا ناسور بن چکا ہے اور بے شمار جگہوں سے اس قسم کی شکایات موصول ہوئی بھی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں کہ انٹرنیٹ کلبوں کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔اسی بات کو معزز رکن نے اپنی تحریک کی بنیاد بنایا ہے۔میں کلی طور پر ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ واقعی ایسا کام ہے کہ جس پر انتہائی توجہ کی ضرورت ہے۔اس وقت ہم نے مختلف ریجنز سے جو جواب موصول کیا ہے اس کے مطابق مقامی پولیس باقاعدگی سے اس معاملے کو چیک کرتی رہی ہے اور انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی بھی کی ہے۔میرے پاس ایک ریکارڈ بھی موجود ہے۔انہوں نے مقدمات بھی درج کئے ہیں لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مزید کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور نہ صرف میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو پولیس کے رحم وکرم پر چھوڑا جائے اس کے لئے مزید اقدامات کی بھی ضرورت ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ انفارمیشن، محکمہ پولیس اور آئی ٹی جو بھی انٹرنیٹ کلبوں سے متعلقہ ہیں ان سب کو مل بیٹھ کر ایک جامع حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہے۔میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان سے co-ordinate کرلوں گا اور ذاتی طور پر بھی اس سلسلے میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایک ایسی حکمت عملی بنائی جائے تاکہ اس قسم کی کارروائی کرنے والے لوگوں کے خلاف موثر طور پر کارروائی ہو سکے۔میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس میں مدعو کرلوں گا اور ان کی جو تجاویز ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ہم سنیں گے اور ان کی تجاویز سے مستفید ہوتے ہوئے آئندہ کا لائحہ عمل بنائیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔محرک اس تحریک کو مزید پریس نہیں کرنا چاہتے لہذا یہ تحریک dispose of ہوئی۔اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔یہ بھی پیش ہو چکی ہے۔اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس وقت محترمہ وزیر صاحبہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس کو pendingفرمالیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار27۔تاریخ تکpendingکی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کارچودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی طرف سے ہے۔ دونوں معزز اراکین تشریف نہیں رکھتے لہذااس تحریک کوdispose ofکیاجاتاہے۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر!میری ایک تحریک التوائے کار نمبر251کافی اہمیت کی حامل ہے۔ اگر آپ صرف اسے پڑھنے کی اجازت دے دیں کیونکہ اس نےpendingہی ہونا ہے اور اس کا جواب25یا27تاریخ کوآئے گا۔

جناب سپیکر: آپ پڑھیں۔

محکمہ واسا فیصل آباد کے افسران واہلکاران کی نااہلی سے شہری آلودہ پانی پینے سے مختلف بیماریوں میں مبتلا

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ واسا فیصل آباد کے نااہل، کرپٹ، کام چور عملہ اور قیادت کی وجہ سے فیصل آباد شہر گندے پانی کے جوہڑ کا نقشہ پیش کر رہاہے اور لوگوں کو پینے کے آلودہ پانی کی فراہمی سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر موت سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔ مورخہ 2۔ مئی2007کے مقامی و قومی اخبارات میں فیصل آباد شہر کے مختلف رہائشی علاقوں کے حوالے سے یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی ہے کہ "شہر فیصل آباد سیوریج کے پانی میں ڈوب رہاہے ایم ڈی واسا مسئلہ حل کرنے میں ناکام، عوام حکمران جماعت اور اپوزیشن کے اراکین اسمبلی کی مجرمانہ خاموشی اور غفلت پر پریشان"اس صورتحال سے فیصل آباد شہر کے عوام انتہائی مضطرب ہیں اور لوگوں میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ لہذااستدعاہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کراس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ: جناب سپیکر! اس کو آؤٹ آف ٹرن لیا گیا ہے مگر میں چاہوں گا کہ اس کا جواب ابھی دے دوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر ہاؤسنگ: جناب سپیکر! واسا کے آفیسر اور عملہ پوری تندہی سے پبلک کی شکایات بابت فراہمی و نکاسی آب کو بہتر بنانے کے لئے دن رات کام کر رہا ہے۔ چند ایک علاقوں کے سوا تمام علاقہ جات میں سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے بلکہ جن علاقوں میں واسا کا سسٹم نہ ہے ان علاقوں میں بھی ضلعی انتظامیہ کی ہدایات کے مطابق کام کیا جاتا ہے۔ جن جن علاقوں میں سیوریج کا مسئلہ درپیش ہے وہاں واسا نے فنڈز ملنے کے بعد ترقیاتی سکیموں کا آغاز کر دیا ہے مختلف علاقوں میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی لائنیں تبدیل کی جا رہی ہیں۔ اب فیصل آباد کو تکالیف بابت فراہمی و نکاسی آب کم ہو رہی ہیں پبلک بھی ان ترقیاتی سکیموں کی تکمیل کروانے میں واسا کی پوری مدد کر رہی ہے۔ جس دن سے نئے ایم ڈی واسا نے چارج سنبھالا ہے اس دن سے بہتر حکمت عملی کی بدولت شہریوں کو بابت شکایت سکون میسر ہو رہا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تو stereo ٹائپ جواب پڑھ دیا ہے۔ میرے پاس تو باقاعدہ علاقہ وائز اس بات کے ثبوت ہیں کہ وہاں پر کیا صورتحال ہے اور وہاں پر ترقیاتی کام جو شروع ہوا تھا، اس کو اس طریقے سے سرانجام دیا جا رہا ہے کہ ایک گلی یا سڑک کی کھدائی ہو گئی ہے اور اس کھدائی کو دو دو ماہ ہو گئے ہیں اور اس کے بعد کنٹریکٹر کا کوئی پتا ہی نہیں چل رہا، اس سلسلے میں جس قسم کی تباہی محلہ سرسید ٹاؤن میں، سمن آباد یا ان علاقوں میں ہے، میرے پاس نہ صرف باقاعدہ ثبوت بلکہ اخباری کٹنگز بھی ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ اس کو pending کر دیں تاکہ میں شواہد کے ساتھ اسے پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ تو ٹھیکیدار کی سستی یا غفلت ہو سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! واسا کا جو عملہ یا جو MD واسا ہے، میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر بیس گریڈ کا ایم ڈی واسا جس کا چالیس پچاس ہزار کی تنخواہ میں گزارا ہو رہا تھا اور اب وہاں پر تقریباً دو لاکھ plus پر ایم ڈی واسا لے کر آئے ہیں اور وہاں پر جس

طرح سے کام ہو رہا ہے میں اس سلسلے میں پورے شواہد کے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ایسا کریں کہ کسی پراجیکٹ کی نشاندہی کر دیں کہ کہاں پر ناقص کام ہو رہا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: میں نے یہ تحریک اسی استدعا کے ساتھ پڑھی تھی کہ اس کو آپ 25 یا 27 تاریخ کے لئے pending کر دیں اس دن میں فائل ساتھ لے کر آؤں گا۔ آج تو میں نے صرف آپ سے request کی اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے مہربانی فرمائی اور آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرنے کی اجازت دے دی۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب یہ ہے کہ آج منسٹر صاحب تو پوری تیاری میں ہیں اور آپ کی تیاری نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے تو یہی کہا تھا کہ آپ pending کرنے کے لئے مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اسے 27۔تاریخ تک pending کر لیتے ہیں تاکہ رانا صاحب تیاری کر کے آجائیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ: جناب! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک 27 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار حاجی محمد اعجاز صاحب اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے، دونوں معزز اراکین تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک لالہ شکیل الرحمٰن صاحب اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی طرف سے ہے، تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک بھی لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی طرف سے ہے، تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک حاجی محمد اعجاز صاحب، ملک اصغر علی قیصر اور رانا آفتاب احمد خان صاحب کی طرف سے ہے، تینوں معزز اراکین تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک شیخ اعجاز احمد کی ہے، تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی ہے، تشریف نہیں رکھتے، تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک شیخ اعجاز صاحب کی ہے، تشریف نہیں رکھتے، dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 261 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کی طرف سے ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار 230/07 ہے۔ پتا نہیں آپ کون سے نمبر سے چل رہے ہیں، وہ ابھی پیش نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ بولی ہو گی مگر آپ اس وقت تشریف فرما نہیں ہوں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: میں کل بھی موجود تھا اور آج بھی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

صوبہ میں لاکھوں ایکڑ سرکاری اراضی پر بیوروکریسی کے تعاون سے بااثر افراد کا قبضہ اور حکومت کو سالانہ اربوں روپے کا نقصان

ملک محمد اقبال چنڑ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔ مئی 2007 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبہ پنجاب کے 35 اضلاع، 113 تحصیلوں میں 60۔ ارب روپے سے زائد مالیت کی 2 لاکھ 80 ہزار 8 سو 48 ایکڑ سرکاری اراضی پر وفاقی و صوبائی وزراء، سابق و موجودہ ارکان اسمبلی، سابق وزراء اور مختلف سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں نے بیوروکریسی کے تعاون سے قبضہ کر رکھا ہے جبکہ صوبہ بھر میں کھربوں روپے کی مالیت کی ایک کروڑ 18 لاکھ 98 ہزار 441 ایکڑ سرکاری اراضی مختلف سرکاری محکموں نے لے رکھی ہے۔ یہ اراضی بہاولپور، بہاولنگر، بھکر، پاکپتن، خانیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، چکوال، حافظ آباد، خوشاب، رحیم یار خان، سرگودھا، شیخوپورہ، فیصل آباد، قصور، لودھراں، مظفر گڑھ، میانوالی اور وہاڑی میں واقع ہے۔ اس اراضی پر ناجائز قبضہ کی وجہ سے حکومت کو ہر سال اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے مگر ذمہ دار سرکاری ملازمین اس اراضی کو واگزار کروانے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے جس کی وجہ سے ایوان میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، روکھڑی صاحب!

وزیر مال: جناب سپیکر! کل تک pending کر دیں تاکہ میں اس کا جواب لے لوں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک 27۔تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک شیخ اعجاز صاحب کی ہے اور ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ یہ 27 تاریخ تک pending کر دیں لہذا یہ تحریک 27 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 225 بھی شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے، یہ بھی 27 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک نمبر 229 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

لاہور میں کوکا کولا کمپنی میں دوران ڈکیتی کیشئر کا قتل

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''ڈان'' مورخہ 10۔اپریل 2007 کی خبر کے مطابق چار ڈاکو سکیورٹی گارڈ کو ہلاک کر کے کوٹ لکھپت کے قریب واقع لاہور کی مشروبات کی ایک کمپنی کے ہیڈ آفس سے 17 لاکھ روپے لوٹ کر لے گئے۔ تفصیل کے مطابق چار ڈاکو کوکا کولا کے دفتر داخل ہوئے اور کیشئر کو دبوچ لیا اور اس سے رقم چھین لی۔جب سکیورٹی گارڈ رشید احمد نامی شخص نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو ڈاکوؤں نے اسے گولی مار کر قتل کر دیا اور رقم لے کر فرار ہو گئے۔اس طرح کے واقعات روز کا معمول بن گئے ہیں۔ڈاکو شہر میں دندناتے پھرتے ہیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہیں۔پولیس صرف حکمرانوں کے تحفظ میں مصروف ہے۔ عام آدمی کی زندگی امن وامان کی بدحالی کی وجہ سے اجیرن ہو چکی ہے۔ صنعتی ایریا میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے دفتر پر اتنی بڑی رقم کی ڈکیتی سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت امن وامان قائم رکھنے میں مکمل ناکام ہو چکی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بمطابق مدعی مقدمہ 8,9۔اپریل کی درمیانی شب رات 12.45 بجے چار نامعلوم نقاب پوش سیلز ڈپو واقع A-104 انڈسٹریل ایریا کوٹ لکھپت کی دیوار پھلانگ کر داخل ہوئے اور اس کے بعد واقعہ وہی ہے جو معزز رکن نے فرمایا ہے کہ انہوں نے وہاں پر ڈکیتی کی۔اس سلسلے میں مقدمہ بھی درج ہوا اور پولیس نے تفتیش بھی شروع

کی۔اس وقت تک پولیس نے جو تفتیش کی ہے اس میں تقریباً12 کے قریب لوگ ایسے ہیں جن کو ہمtraceکر چکے ہیں اور یہ تین مختلفsectsسے ہیں، پہلے ایک گروہ کوtraceکر کے گرفتار کیا پھر ان کی نشاندہی پر دو تین مختلف گینگز ہیں جن کو ہم نے اب تک گرفتار کیا ہے۔اس سلسلہ میں اگر محترم رکن چاہیں گے تو جو ملزمان اس وقت تک گرفتار ہوئے ہیں ان کے نام وپتاجات تفصیل کے ساتھ بتادوں گا لیکن اس میں ابھی مقدمہ کا چالان اس لئے پیش نہیں کیا جارہا اور تفتیش اس لئے مکمل نہیں ہو رہی کہ یہ گینگز ہیں اور ان پر بہت سارے مزید مقدمات ہیں جن کی ہمیں نشاندہی ہو رہی ہے تو مختلف کیسوں میں ان کا ریمانڈ لیا گیا ہے۔یہ ملزمانpolice custodyمیں ہیں اور عدالت کی طرف سے ہمیں ان کا ریمانڈ ملا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمہ کا چالان یکسو کر دیا جائے گا لیکن پولیس مزید انوسٹی گیشن کر رہی ہے کیونکہ ان ملزمان سے اور بہت سارے انکشافات ہوئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریکdispose ofہوئی۔
اگلی تحریک230بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

سگیاں پل لاہور کے قریب ٹرک کی ٹکر سے ایک شخص کی ہلاکت

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''ڈان'' مورخہ 10۔اپریل 2007 کی خبر کے مطابق سگیاں پل سے آنے والے ایک تیز رفتار ٹرک نے پہلے دو موٹر سائیکل سواروں کو ٹکر ماری پھر ایک پیدل چلنے والے پر چڑھ گیا جس کے نتیجہ میں موقع پر ایک فرد ہلاک اور دو شدید زخمی ہو گئے۔اس واقعہ سے لوگوں میں شدید اشتعال پھیل گیا اور بڑی تعداد میں لوگوں نے اکٹھے ہو کر شدید مظاہرہ کیا اور کئی گھنٹے ٹریفک بند رکھی۔لاہور میں ٹریفک پولیس کا سوائے بھتہ اکٹھا کرنے کے اور کوئی کردار نہیں ہے۔ بغیر لائسنس کے ڈرائیور ٹرک چلاتے پھرتے ہیں۔ خراب اور مرمت طلب ٹرک بھی موٹر وہیکل ایگزامینر برانچ سے پیسے دے کر فٹنس منظور کروا لیتے ہیں۔ ٹریفک پولیس کا نظام شدید خرابی کا شکار ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے دو تین مختلف issues کو highlight کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر تو یہ ایک ایکسیڈنٹ سے متعلقہ معاملہ ہے جو میرے متعلقہ بھی ہے اس کے متعلق میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واقعتاً یہ ایکسیڈنٹ ہوا۔ ٹرک ڈرائیور کو مقدمہ نمبر 328/2007 مورخہ 07-04-09 میں گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کا چالان 12/4/2007 کو عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ایکسیڈنٹ کے معاملہ کا تعلق ہے۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے موٹر وہیکل ایگزامینر تو وہ میرے متعلقہ نہیں ہے وہ وزیر ٹرانسپورٹ سے متعلقہ ہے۔ جو یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق وہ بات کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے ایکسیڈنٹ ہوا، مقدمہ درج ہوا، ملزم گرفتار ہوا اور چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! معزز وزیر ٹرانسپورٹ بھی اس بارے میں تھوڑا سا بتائیں کہ انہوں نے موٹر وہیکل ایگزیمنر برانچ کی اصلاح کا کیا انتظام کیا ہے۔ وہاں پر تو بیس بیس ہزار روپیہ دیں جناب! وہ تو ہر چیز کے پیسے مانگتے ہیں۔ ہمارے سکول کی بسیں ہیں، ہم وہ بسیں لے کر جاتے ہیں کہ بھئی یہ نئی بسیں ہیں اس کے بھی پیسے مانگتے ہیں۔ چشتی صاحب! بڑے شریف آدمی ہیں وہ اس محکمے کے وزیر بن گئے ہیں۔ ان کو تو انہوں نے پتا نہیں چلنے دینا کہ وہ کیا کچھ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! براہ مہربانی اس کو pending کر لیں۔ میں اس کا جواب محکمے سے لے لیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! لیکن اس کو pending to the extent of Transport Department

جناب سپیکر: جی، بالکل وزیر ٹرانسپورٹ کے لئے pending کی جا رہی ہے۔ آپ کی طرف سے تو جواب آ گیا ہے۔

سرکاری کارروائی

بجٹ

گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 08-2007 کے مطالبات زر پر بجٹ اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 08-2007 پر دوبارہ کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ کل کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبر PC-21016 اور PC-21018 پر بحث اور رائے شماری مکمل کر لی تھی۔ جیسا کہ کل اعلان کیا گیا تھا کہ کٹ موشنز کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج صبح 11.00 بجے تک جاری رہے گی لیکن یہ وقت 11.00 بجے سے بڑھا کر 11.30 تک کر دیا گیا ہے۔ 11.30 کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 1449(4) کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21015

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 21۔ارب 75 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

ایک رقم جو 21۔ارب 75 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم"

برداشت کرنا پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC21015 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

جناب قاسم ضیاء، رانا ثناء اللہ خان، رانا آفتاب احمد خان، جناب ارشد محمود بگو، جناب سمیع اللہ خان، سید ناظم حسین شاہ، شیخ اعجاز احمد، سید احسان اللہ وقاص، راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب عامر فدا پراچہ، جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب جہانزیب امتیاز گل، راجہ ریاض احمد، ملک اصغر علی قیصر، سید حسن مرتضیٰ، لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، چودھری اعجاز احمد سماں، جناب تنویر اشرف کائرہ، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ فائزہ احمد، جناب پرویز رفیق، ڈاکٹر اسد اشرف، جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، رانا مشہود احمد خان، جناب افضل سلطان ڈوگر، چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید وسیم اختر، راجہ طارق کیانی، بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب محمد افضال مرزا، ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب ریاض شاہد، ڈاکٹر اسد معظم، جناب فیض اللہ کموکا، جناب علی حسن رضا قاضی، چودھری زاہد پرویز، میاں سعود حسن ڈار، چودھری محمد شبیر مہر، میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی چودھری، جناب طاہر اختر ملک، حاجی محمد اعجاز، جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، سید مظفر حسین کاظمی، جناب محمد اشرف خان سوہنا، ملک محمد اسحاق بچہ، ملک محمد ارشد جٹ راں، مخدوم سید محمد مختار حسین، پیر مشتاق احمد شاہ، میاں سیف اللہ اویسی راؤ اعجاز علی خان، جناب محمد یار مونکا، جناب شاہد انجم، میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، شیخ عزیز اسلم، محترمہ نشاط افزا، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، محترمہ نور النساء ملک، محترمہ نجمی سلیم، محترمہ صبیحہ بیگم، محترمہ صائمہ بخاری، محترمہ عذرا بانو، جناب نوید عامر، راجہ محمد علی، راجہ ارشد محمود، چودھری محمد ایاز، ملک ابرار احمد، شیخ تنویر احمد، جناب محمد نواز ملک، جناب عمران اشرف، جناب بلال یاسین جناب محمد آجاسم شریف، مہر اشتیاق احمد، چودھری عبدالغفور خان، جناب محمد افضل کھوکھر، چودھری سجاد حیدر گجر، میاں یاور زمان، بابو نفیس احمد انصاری، ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر، مہر اعجاز احمد اچلانہ، ملک محمد اقبال چنڑ، چودھری محمد شفیق انور، محترمہ پروین مسعود بھٹی، محترمہ افشاں فاروق، محترمہ خالدہ منصور، محترمہ نگہت پروین میر، محترمہ شہناز سلیم، جناب کامران مائیکل، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی!

میں جناب ارشد محمود بگو سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"21۔ارب 75 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC21015 تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"21۔ارب 75 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC21015 تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر تعلیم: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم اسے oppose کرتے ہیں۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے آج بڑی خوشی ہوئی تھی کہ صبح صبح آج جو وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں ہاؤس میں تشریف لائے تھے اور میری یہ خواہش تھی کہ جب میں ایجوکیشن پر کچھ کہوں تو وہ یہاں پر موجود ہوں۔

جناب سپیکر: وہ چیمبر میں بیٹھے ہیں اور آپ کی بات سن رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس حوالے سے اتفاق کے ساتھ کہوں گا کہ 29۔نومبر 2002 میں جو قائد ایوان نے اس ایوان میں سب سے پہلی اپنے منتخب ہونے پر تقریر کی تھی میں اس تقریر کی ایک دو لائینیں یہاں پر پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! قائد ایوان نے اسی ایوان میں کھڑے ہو کر یہ فرمایا تھا کہ ہم جس process سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اپوزیشن کیا ہوتی ہے اور اپوزیشن میں کس طرح وقت گزارا جاتا ہے۔ یہ ان کے الفاظ ہیں کہ میں خود ایک دفعہ چھ مہینے کے لئے اور ایک دفعہ آٹھ مہینے سے زیادہ جیل میں رہا ہوں اور مجھے یہ احساس ہے اور انہوں نے وہ الفاظ دہرائے جو میں یہاں پر quote کرنا چاہتا ہوں کہ "اگر آج ہم نے تجربے سے سبق حاصل نہ کیا تو پھر نتیجہ وہی ہو گا جو ہوتا چلا آ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کو آگے بڑھانا ہم سب کا فرض ہے۔ اس میں حزب اختلاف، حزب اقتدار دونوں ہی ایک جسم کے حصے ہیں۔ ایوان مکمل نہیں ہوتا جب تک حزب اختلاف ہمارے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ اپنی کٹوتی کی تحریک پر بات کریں ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ایجوکیشن سے متعلقہ ہے اور میں اس کی تمہید باندھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! وقت تھوڑا ہے اور ساڑھے گیارہ بجے یہ مکمل کرنا ہے اس کے بعد ایک اور کٹوتی کی تحریک پر بھی بحث ہونی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کٹوتی کی تحاریک اور بجٹ پر بحث کے وقت اس سے ہٹ کر بات نہیں کی جا سکتی اور جو بات آپ لکھ کر دیتے ہیں اس کے دائرہ سے ایک انچ بھی باہر نہیں جا سکتے۔ یہ رولز کی binding ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جس بات کو چیلنج کیا ہے کہ فلاں وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بجٹ کو ختم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ اس بات سے بھی آپ باہر نہیں جا سکتے اور یہ Chair جب بھی کوئی اس طرح کی بات کرے تو اس کا ٹائم cut کر کے دوسرے ممبر کو دے سکتے ہیں۔ یہ رولز کی binding ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نوانی صاحب! کو اس ہاؤس میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ آج تک انہوں نے ساڑھے چار سال میں کوئی ایسا contribution نہیں کیا سوائے یہ کہ یہ Chair کو ڈکٹیٹ کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے اور انہوں نے ٹھیک بات کہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ ان کے وہ الفاظ چیک فرما لیں کہ آپ کو چاہئے اور آپ یہ کریں۔ یہ ڈکٹیٹ کرنا اور Chair کرنا ہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ رولز کیا کہتے ہیں کہ Chair کو اس طرح مخاطب کرنا درست نہیں ہے۔۔۔

MINISTER FOR PRISONS: Point of personal explanation.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا کہ Chair کو رولز کے تحت یہ اختیار ہے کہ جب وہ دیکھے کہ جس بات کو انہوں نے اپنی کٹوتی کی تحریک میں وجہ بنایا ہے کہ اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں۔ اگر وہ اس discussion سے باہر جائیں تو Chair ان کا ٹائم cut کر کے دوسرے مکرر کو وقت دے سکتی ہے۔ یہ میری گزارش تھی کہ Chair اس پر رولز کے تحت ایکشن لے سکتی ہے اور اگلے مکرر کو وقت دے سکتی ہے۔ میں نے ڈکٹیٹ نہیں کیا بلکہ رولز کو quote کیا ہے اور اس پر توجہ دلائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس کو زیادہ لمبا نہیں کروں گا بلکہ تین چار منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کر لوں گا۔ یہ ایجوکیشن جس کے متعلق، میں اس لئے کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہمیں تعلیم کی مد میں ورلڈ بنک یا ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک نے قرض دیا تو شروع شروع میں ہمیں کہا کہ missing facilities میں اپنے رائے دیں۔ اپوزیشن کو بھی لیٹر لکھے گئے اور حکومتی لوگوں کو بھی لکھے گئے جس پر ہم نے رائے دی اور باقاعدہ ایک book محکمہ تعلیم میں موجود ہے جس میں ہماری سکیمیں identify کی گئیں اور یہ بتایا گیا کہ ہمارے حلقوں میں کیا کیا missing facilities ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب حکومت نے اور کابینہ نے یہ فیصلہ کیا اور وزیراعلیٰ پنجاب نے رواداری کا مظاہرہ کیا کہ اپوزیشن کو ایجوکیشن ریفارم پروگرام میں ایک پیسا بھی نہیں دینا اور وہ آج تک اس پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں کہ انہوں نے 21۔ارب 75کروڑ 45لاکھ 68ہزار روپے کا مطالبہ کیا ہے کہ یہ ہمیں دیا جائے اور صورتحال یہ ہے کہ book میں جو وزیر خزانہ نے quote کئے تھے اور یہاں پر ہماری خواتین متواتر اس کو quote کرتی رہیں کہ 2000 میں پنجاب میں شرح خواندگی 47فیصد تھی جو ہمارے دور حکومت میں بڑھ کر 62فیصد ہو گئی۔ 2002 میں پرائمری تعلیم کی شرح 45فیصد تھی جو ہمارے دور حکومت میں 70فیصد ہو گئی اور اسی تقریر کو ہمارے فاضل ممبران بھی اور خواتین بھی دہراتی رہیں۔

جناب سپیکر! میرے پاس Pakistan National Education Council جو حکومت پاکستان کا ادارہ ہے میرے پاس اس کی فوٹو کاپی ہے جس میں خود اس گورنمنٹ نے figures دیئے ہیں اور میں وزیر تعلیم اور محترم اپنے بھائی حسنین بہادر دریشک کو یہ ضرور پیش

کروں گا۔ جس میں یہ کہتے ہیں کہ پچھلی دفعہ انہوں نے کہا کہ 15 لاکھ بچہ انرول ہو گیا ہے اور سکول بڑھ گئے ہیں اور ہم نے بچوں کو جو کتابیں مفت دی ہیں، جو ہم نے بچوں کو سہولیات دی ہیں اور اب تو لوگ پرائیویٹ سکولوں سے دوڑیں لگا کر ادھر آ رہے ہیں اور عملی طور پر ان کی رپورٹ کے مطابق یہ صورتحال ہے اور ان کی پالیسیوں کی وجہ سے اور ان کی پالیسیاں کیا ہیں کہ جو انہیں مرکزی حکومت کہتی ہے اور جو امریکہ انہیں کہتا ہے اور وہ یہ ہمارے ملک پر لاگو کر دیتے ہیں۔ ایک وقت اس بارے مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت کو جو ہدایات دیں تو میں اس پر وزیر تعلیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کو روکنے کا کہا اور اخبارات میں ان کا یہ بیان آیا کہ "ہم اس پالیسی پر جس میں ہمارے دین کے ساتھ، تحریک پاکستان کے ساتھ clash ہو گا تو ہم اس پالیسی کو اپنانے کے پابند نہیں ہیں۔" ان کے اس بیان کو سراہا گیا لیکن چونکہ جنرل مشرف صاحب جو اس ملک میں تعلیم اور کلچر رائج کرنا چاہتے ہیں، ان کے سامنے بہر حال انہیں بھی ہتھیار ڈالنے پڑے اور جو ان کی پالیسی تھی اسے ہی انہوں نے اپنا لیا۔

جناب سپیکر! اب یہ کہتے ہیں کہ enrollment increase ہوا ہے یہ جو میں نے اس book سے پڑھا ہے۔ یہ 03-2002 کی ہے اور 2005 میں 45.5 percent increase ہوئی ہے۔ سندھ میں percent 49.2 اور وہاں یہ پڑھا لکھا سندھ کا کوئی نعرہ نہیں ہے اور انہوں نے کوئی نعرہ نہیں لگایا لیکن اس کے باوجود انہوں نے وہاں پر بچوں کی enrollment میں 49.2 percent increase ہوا ہے اور ہمارا 45.5 ہے۔

جناب سپیکر! سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ صوبہ سرحد جو کہ چھوٹا سا صوبہ ہے جن کے پاس تعلیم کے وسائل بھی نہیں ہے اور انہیں مرکز بھی نہیں دیتا۔ وہاں صورتحال اس وقت یہ ہے کہ 49.9 فیصد بچوں کی enrollment increase ہوئی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سکولوں کی چار دیواریاں کر دی ہیں اور missing facilities کا سارے پنجاب میں جال بچھا دیا ہے۔ یہ ان کی رپورٹ ہے اور صفحہ 22 ہے اور عمران مسعود صاحب اسے ذرا نوٹ فرما لیں کہ پنجاب میں بغیر چار دیواری کے سکولوں کی تعداد 29850 ہے اور اس میں 24344 کی کمی ہوئی ہے۔ جن سکولوں میں پینے کا پانی نہیں ہے ان کی تعداد پنجاب میں 12918 ہے اور 43110 ایسے سکولز ہیں جن میں بجلی کی سہولت نہیں ہے اور بچے اس ماحول میں اس گرمی میں وہاں پر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ پنجاب کی رپورٹ پڑھ رہا ہوں اور 36652 سکولوں میں لیٹرینیں نہیں ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایک طرف تو ان کے دعوے ہیں اور ایک طرف 21۔ارب روپے سے بھی زیادہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں اور صورتحال یہ ہے کہ انہوں نے پچھلے دنوں آٹھویں جماعت کا امتحان لینے کا اعلان کیا تو پورے پنجاب میں 12 لاکھ بچوں نے آٹھویں جماعت کا امتحان دینا تھا اور ظلم دیکھیں اور پیسے کا ضیاع دیکھیں کہ پیسے کا ضیاع یہ ہے کہ 60 لاکھ پیپر بچوں کے لئے تیار کئے گئے اور 12 لاکھ بچے تھے۔ جنہوں نے امتحان دینا تھا اور پھر ہوا کیا ہے کہ ان کا امتحان ہی نہیں ہوا۔ ہمارے وزیر تعلیم جو ماشاء اللہ دو دن پہلے مجھے بڑے ہی بھولے اور معصوم نظر آئے تھے جب انہوں نے اس floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ جو fifth کلاس کا پرچہ گاڑی لے کر جا رہی تھی بنڈل نیچے گر گیا اور وہ کوئی اٹھا کر لے گیا اور وہ لیک آؤٹ ہو گیا، سبحان اللہ، سبحان اللہ ان کی دلیل پر اور ان کے اس کہنے پر کہ وہ پرچہ گر گیا۔ یہ انہوں نے تقریباً اڑھائی سو ریٹائرڈ صوبیدار بھرتی کئے جنہوں نے ان examinations کی مانیٹرنگ کرنی تھی وہ پیسے کس کھاتے میں جائیں گے۔ پھر ان کی رپورٹ ہے کہ وزیر اعلیٰ نے بچوں کو جو کتاب ماڈلنگ کی اور کتاب پکڑوائی اس پر صرف 19 کروڑ روپے خرچ ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیوں بجٹ میں پیسے بڑھوانا چاہتے ہیں، یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ پہلے جو بجٹ ان کے پاس ہے وہ انہوں نے خرچ نہیں کیا جو ان کو ایجوکیشن کے لئے پیسے دیئے گئے تھے انہوں نے وہ بھی ایجوکیشن پر خرچ نہیں کئے وہ بھی انہوں نے اپنے پاس رکھے ہیں اس لئے ان کو مزید پیسے دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے اس لئے میری submission یہ ہے کہ ان کا مطالبہ زر کم کر کے ایک روپیہ کم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ ایجوکیشن ہمارے پنجاب کا ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والا ڈیپارٹمنٹ ہے اور آئین کے تحت تعلیم مکمل صوبائی سبجیکٹ ہے لیکن ہمارا محکمہ تعلیم اس لحاظ سے بھی ناکام رہا کہ ان کے بہت سارے اختیارات کو مرکز نے اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے یہ وہاں جاتے ہیں ان کی سنتے ہیں اور جو کچھ وہ ان کو ڈکٹیشن دیتے ہیں یہ اس کو لا کر نافذ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس محکمے کو وفاق کے چنگل سے آزاد کروایا جائے وہاں پر [*****] ایجوکیشن کے منسٹر بنے ہوئے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: اچھا۔ جی، [******] کو ایجوکیشن کا منسٹر بنایا ہوا ہے جنہوں نے ان کے سارے اختیارات سلب کر رکھے ہیں، ہر چیز وہ بناتے ہیں اور ہر چیز ان کے پاس ہے تو یہ 21۔ارب روپے ہم سے کس لئے مانگ رہے ہیں؟

جناب سپیکر! سیشن کا آغاز تعلیمی اداروں میں اس طرح سے ہے ایک سال اعلان آجاتا ہے کہ مارچ سے سیشن کا آغاز ہوگا اگلے سال جنرل صاحب وہاں سے نادر شاہی حکم نافذ کر دیتے ہیں کہ نہیں جی ستمبر سے آغاز ہوگا اور ہمارے وزارت تعلیم میں اتنی ہمت نہیں ہے، اتنی جرأت نہیں ہے اور یہ ہم سے 21۔ارب روپے لینا چاہتے ہیں یہ جاکر وہاں کہیں کہ آپ کس بنیاد پر سیشن کا آغاز ستمبر سے کرنا چاہتے ہیں۔ سارے امتحانات گرمیوں کی چھٹیوں میں رکھ دیئے گئے اور چھٹیوں میں بدترین لوڈ شیڈنگ ہے اس کے ساتھ ساتھ میرے فاضل بھائی ارشد بگو صاحب نے بتایا کہ اکثر جگہوں پر دیہات اور چھوٹے شہروں میں جو سنٹر بنتے ہیں وہاں بجلی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ہمارے بچے شدید ترین گرمیوں میں امتحانات دے رہے ہوتے ہیں۔ میرے بھائی ارشد بگو صاحب نے آٹھویں جماعت کے بچوں کا ذکر کیا اس کے ساتھ پانچویں جماعت کے بھی بچے تھے اور یہ اگر ٹوٹل ملا لیں تو یہ بیس لاکھ بچے بنتے ہیں جو امتحان نہیں دے سکے۔ انہوں نے ان بیس لاکھ بچوں سے لاکھوں روپے examination فیس کی مد میں اکٹھا کیا اور پھر ان کا امتحان نہیں لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی طور پر انہیں ان تمام بچوں سے جو لاکھوں روپے فیس لی ہے وہ واپس کرنی چاہئے۔ میرے فاضل بھائی ارشد بگو صاحب نے بھی سکولوں کی حالت زار کا ذکر کیا اور خود وزیر تعلیم صاحب نے بھی میرے سوال کے جواب میں اسی معزز ہاؤس میں یہ تسلیم کیا تھا کہ باقی جگہوں کا تو تذکرہ چھوڑیں لاہور شہر میں 50 فیصد سے زائد ایسے سکول ہیں جن میں بجلی نہیں ہے، 70 فیصد کے قریب ایسے سکول ہیں جن میں فرنیچر نہیں ہے، 70 فیصد کے قریب ایسے سکول ہیں جہاں پر سائنس کی کلاسز ہیں لیکن لیبارٹریاں نہیں ہیں، وہاں پر لیٹرینیں نہیں ہیں اگر لاہور شہر میں یہ حالت ہے تو باقی علاقوں کی حالت کیسی ہوگی؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اگر معزز وزیر تعلیم اپنے قیمتی ٹائم میں سے مجھے پندرہ منٹ دیں تو میں انہیں چند ایسے سکول دکھاؤں جن کے اندر لوگوں نے بھینسیں اور گھوڑے باندھے ہوئے ہیں اور وہ اسی شہر کے اندر ہیں وہاں بچے آتے ہیں وہ باہر کھیل کود کر چلے جاتے ہیں وہاں اساتذہ آتے ہیں نہ وہاں پر بچوں کے پڑھنے کا مناسب انتظام موجود ہے۔

جناب سپیکر! یہ 21۔ارب روپے کی خطیر رقم مانگنے والے اس محکمے سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو Educators بھرتی کئے ہیں ان کی کیا تنخواہ مقرر کی ہے۔ یہ افسوسناک بات ہے کہ اس ملک میں استاد کی حیثیت ایک چپڑاسی سے بھی کم رکھی گئی ہے ایک peon گریڈ 1 کی کم از کم تنخواہ -/5200 روپے مقرر کی گئی ہے اور جو بی اے پاس Educators بھرتی کر رہے ہیں ان کو تنخواہ تقریباً -/4500 روپے دے رہے ہیں اور ان کی نہ کہیں ٹرانسفر ہو سکتی ہے، ان کی نوکری بھی عارضی ہے اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ بچوں کو پڑھانے والے تمام Educators اپنا نام چپڑاسیوں میں بھرتی کروائیں تاکہ کم از کم نوکری تو ان کی پکی ہو اور تنخواہ بھی زیادہ ہو۔

جناب سپیکر! پنجاب کی تعلیم کی ترقی کے بلند بانگ دعوے کئے گئے ہیں میں نے پہلے بھی وزیر تعلیم سے درخواست کی تھی کہ اس بارے میں یونیسف نے ایک فلم بنائی ہے آپ اس فلم کو دیکھیں اس میں پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی بھی حالت بیان کی ہے لیکن پنجاب کے اندر یہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بچیوں کو -/200 روپے ماہانہ سکالرشپ دے رہے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے ایک فلم کے ذریعے دکھایا ہے کہ ڈیرہ غازی خان کا کوئی سکول ہے جہاں 125 بچیاں enrolled ہیں اور وہاں پر پیسے 200 بچیوں کے وصول کئے جا رہے ہیں رجسٹر پر 125 بچیوں کے نام لکھے ہیں جسے کوئی بھی نہیں دیکھتا اور 200 بچیوں کے پیسے وصول کئے جا رہے ہیں۔ فلم میں پوری تفصیل موجود ہے۔

جناب سپیکر! یہ دعوے کرتے ہیں میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ گوجرانوالہ میں پیپلز کالونی میں بچیوں کا ڈگری کالج ہے یہاں اس وقت گوجرانوالہ کے ہمارے ممبران موجود نہیں ہیں ورنہ وہ میری اس بات کی تائید کرتے پیپلز کالونی میں ڈگری کالج میں بچیاں فرش پر بیٹھتی ہیں، اینٹوں پر بیٹھتی ہیں اور ان کے پاس کوئی فرنیچر نام کی چیز موجود نہیں ہے۔ اسی طرح بے شمار سکولوں کی یہ حالت ہے میں وزیر تعلیم کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں ہم ان کو دکھاتے ہیں کہ ہائی سکولوں میں بچیاں جب کلاس میں جانے لگتی ہیں تو باہر سے اینٹ اٹھا کر اپنے

ساتھ اندر لے جاتی ہیں پھر اس پر بیٹھتی ہیں۔

جناب سپیکر! کسی زمانے میں میں خود اس طرح کے سکول میں پڑھا ہوں مجھے یاد ہے کہ جب میں سکول جاتا تھا تو بیٹھنے کے لئے اپنے ساتھ بوری لے کر جاتا تھا لیکن ان سکولوں کے اندر اساتذہ آتے تھے، پڑھاتے تھے اس وقت تعلیم کا ایک معیار تھا اور اس زمانے میں پوری سوسائٹی میں اساتذہ کا ایک احترام ہوتا تھا اس کو ایک باعزت مقام دیا جاتا تھا لیکن جب ہمارے محکمہ تعلیم نے خود استاد کی حیثیت چپڑاسی سے بھی کم کر دی ہو تو پھر ان کا معاشرے میں کیا احترام ہو گا؟

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اعلان کیا کہ پورے صوبے کے اندر جتنے مڈل سکول ہیں ان کو ہائی کر دیا جائے گا اور جتنے ہائی سکول ہیں ان کو انٹرمیڈیٹ ہائر سیکنڈری سکول بنا دیا جائے گا یہ بہت اچھا اعلان تھا۔ ہم نے اس وقت خیر مقدم کیا، ہمیں امید تھی کہ ہمارے باصلاحیت وزیر تعلیم جو ہیں وہ کم از کم اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس اعلان پر عملدرآمد کروائیں گے لیکن بدقسمتی سے اس اعلان پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ ان حالات میں جو میں نے آپ کے سامنے تصویر کشی کی ہے کہ یہ محکمہ اس قابل نہیں ہے کہ ان کو اتنے پیسے دیئے جائیں اس لئے صرف ایک روپیہ دے کر ان سے جان چھڑائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ ستارہ فیاض: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ستارہ فیاض: جناب سپیکر! انہوں نے جنوبی پنجاب کے بارے میں کہا ہے تو بات یہ ہے کہ جنوبی پنجاب میں ہمارے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے ایجوکیشن اور ہیلتھ کو فوکس کیا ہے۔ وہاں جب بچے گلیوں میں مارے مارے پھر رہے تھے تو اس وقت انہیں کوئی احساس نہیں تھا، آج وہاں پر بچے سکولوں میں جا رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، میں کہتی ہوں کہ یہ بجٹ بھی کم ہے بلکہ اس سے زیادہ پیسا دیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ وزیر تعلیم کی حیثیت کو چیلنج کر رہی ہیں، کیا وہ جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز چلنے دیں۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔پہلی تو میری درخواست یہ ہو گی کہ یہ کٹوتی کی تحریک جو ہے یہ اپوزیشن کی طرف سے پیش کی گئی ہے اور آپ نے ایک ٹائم مختص کر دیا ہے اور آپ مہربانی کریں کہ جو لوگ بولنا چاہتے ہیں ان کو موقع ملے اور باقی جو disturbance ہے وہ create نہ ہو۔

جناب سپیکر! بہت سی باتیں مجھ سے پہلے بگو صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب کر چکے ہیں۔ان باتوں کی repetition میں جائے بغیر میں صرف دو تین باتیں کرنا چاہتی ہوں کہ پڑھا لکھا پنجاب جو حکومت پنجاب کا ریڑھ کی ہڈی پراجیکٹ سمجھا جاتا ہے اس ریڑھ کی ہڈی کی یہ حالت ہے کہ اس محکمے نے اس ریڑھ کی ہڈی کے پلے ہی کچھ نہیں چھوڑا۔اس کو توڑ کر اس کے اتنے ٹکڑے کر دیئے ہیں کہ اس کو ایک روپیہ بھی میں سمجھتی ہوں کہ بہت زیادہ دینے کی بات ہے،اس دفعہ اس بجٹ کے ذریعہ سے جو 21۔ارب روپیہ مانگا جا رہا ہے،جو 13۔ارب روپیہ پہلے دیا گیا تھا اس کی پہلے justification سمجھ میں آنی چاہئے کہ پہلے جو پیسا تھا وہ کہاں گیا؟ان پیسوں سے کتنی reforms ہوئیں اور ان reforms کے لئے آپ کو مزید پیسا چاہئے تب تو ایک logic نظر آتی ہے لیکن اس کی contradictory آپ یہ دیکھئے کہ اتنے بجٹ کے باوجود ٹیچرز الگ احتجاج کر رہے ہیں،بچے بھی سکولوں سے باہر ہیں،کتابیں کسی کو مہیا نہیں ہیں تو اس کے بعد میں نہیں سمجھتی کہ مزید کسی بجٹ دینے کی justification ہے۔جیسے مجھ سے پہلے کہا گیا کہ devolution plan کے بعد،ایک تو devolution کے بعد محکمہ تعلیم کے پاس itself کوئی power exist نہیں کرتی اور دوسرا محکمہ تعلیم کے اندر واقعی اتنی زیادہ Federal intervention ہے کہ محکمہ تعلیم کے اندر جو ایک Provincial independence ہونی چاہئے تھی وہ ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ وزیر تعلیم اوپر سے صرف ڈکٹیشن لیتے ہیں اور اسی لئے آج محکمہ تعلیم کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو یہاں کہا گیا کہ ٹیچرز اس لئے protest کر رہے ہیں کہ ان کو ہم نے کہا کہ efficiency سے کام کریں تو افسوس کی بات یہ ہے کہ جو لوگ قوم کے معمار ہیں،وہ اساتذہ جو بچوں کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرتے ہیں،اس floor پر ان کو تضحیک کیا جانا اور یہ کہنا کہ ان کو کہا تھا کہ ڈسپلن سے کام کریں اس لئے وہ سڑکوں پر آ گئے ہیں تو یہ غلط ہے۔انہوں نے اپنے justified مطالبات پیش کئے ہیں،انہوں نے اپنی تنخواہوں کے اندر جس طرح سے مہنگائی ہے اس کے حساب سے میں کہتی ہوں کہ وہ اپنی تنخواہوں میں اضافہ کرانے کے justified ہیں اس لئے میں ان کی اس تضحیک کی

بھی اس floor پر مزمت کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ grass root level پر جو پرائمری ایجوکیشن ہے وہ basically کسی گورنمنٹ کا focused ہونا چاہئے تاکہ وہ بچے جو گلیوں میں مارے مارے پھرتے ہیں یا وہ بچیاں جنھوں نے آگے اس ملک کا مستقبل بنانا ہے ان کی تعلیم پر concentrate کیا جائے لیکن بجائے اس کے یہ کرنے کہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں جو ہیں ان کو مخصوص علاقوں کے اندر کمیشن لینے کے لئے ان یونیورسٹیوں کو رولز اینڈ ریگولیشنز کو negate کر کے allow کیا جارہا ہے اور ان کے لئے کوئی رولز اینڈ ریگولیشنز نہیں ہیں۔ ان پرائیویٹ یونیورسٹیوں کو این او سی دیئے جا رہے ہیں کہ جن کی اپنی کوئی زمین نہیں ہے، جن کی اپنی کوئی بلڈنگ نہیں ہے اور ان بچوں کے بارے میں سوچنے کی بجائے، پرائیویٹ یونیورسٹیوں میں کتنے لوگ جاتے ہیں یا کتنے لوگ یونیورسٹیوں کی ایجوکیشن حاصل کرتے ہیں تو ان سکولوں کے بچوں کو نظر انداز کرنا اور ان کا ہم نے اس floor پر بارہا کہا کہ ان بچوں کو گرمیوں کی چھٹیوں میں کتابیں مہیا کی جائیں تاکہ وہ گرمیوں کی چھٹیوں کو ضائع کرنے کی بجائے کتابیں پڑھ کر ان سے استفادہ کر سکیں لیکن اس حکومت نے کتابوں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی تصویر تو چھاپ دی مگر ان بچوں کو تین مہینے پھر آوارہ گردی کی نذر کر دیا گیا اور ان کو کتابیں مہیا نہیں کی گئیں اور جو بات یہاں بچیوں کی تعلیم کے حوالے سے کی گئی، میں اس کو second کرنا چاہتی ہوں کہ اس طرف جو پہلے میری بہت سی یہاں بہنوں نے بھی ذکر کیا، 47 سے 62 فیصد کا جو اضافہ دکھایا جا رہا ہے میں صرف پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ پچھلے چار سال کی بجٹ تقریر میں اس 47 نے gradually کتنا increase کیا، اس کا کوئی ذکر پایا نہیں جاتا۔ اب چار سال بعد اکٹھا 47 سے 62 فیصد اضافہ جو ہے یہ miracle راتوں رات جو ہوا ہے اور ان کو جو یاد آیا ہے کہ یہ miracle ہمیں آخری بجٹ تقریر سے پہلے دکھانا ہے اس کی justification کہاں ہے؟ اگر یہ miracle ہو رہا تھا تو اس کو gradually کہیں نظر آنا چاہئے تھا۔ بجٹ کی تقریروں پر آپ خود اس بات کے گواہ ہیں کہ یہاں بیٹھے ہر شخص نے اپنے حلقے کے سکولوں کی حالت زار کا مدعا آپ کے سامنے پیش کیا۔ ہم نے کہا کہ ہمارے سکولوں کی کیا حالت ہے لیکن ان لوگوں کو جو سکول نظر آتے ہیں وہ پتا نہیں کس دنیا میں بستے ہیں؟ جو سکول ground realities پر موجود ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ ابھی کچھ دن پہلے ایک سکول کی دیوار گرنے سے تین معصوم بچے فوت ہو گئے تو اس سے آپ محکمہ تعلیم کی کارکردگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ پھر ای ڈی اوز جس طرح سے بچیوں

کی stipend پر کرپشن کر رہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ اس کے اوپر بہت ایکشن لینے کی ضرورت ہے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ ہمارا enrollment بڑھ گیا ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ بچے جو سکولوں میں حاضر نہیں ہوتے، وہ بچے جن کا ڈسپلن نہیں ہے، وہ بچے جن کی حاضری مکمل نہیں ہے بجائے ان کو دیکھنے کے، ان کو کچھ کرنے کے ہم نے ان کے نام رجسٹروں میں رکھے ہوئے ہیں چونکہ ہم نے دکھانا ہے کہ یہ بچے یہاں پڑھتے ہیں حالانکہ وہ بچے ground reality پر exist نہیں کرتے۔ اگر تو بجٹ الفاظ کا اور یہ پالیسی جو ہے اس کا گورکھ دھندہ ہے تو پھر تو شاید ان کی بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ground reality اس سے مختلف ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ایک روپیہ بھی ان کے لئے بہت زیادہ ہے ان کو پچیس پیسے دے کر اپنی جان چھڑائی جائے۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں چاہوں گی کہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی کسی اچھے آئی سپیشلسٹ سے نظر چیک کروائی جائے تاکہ ان کو نظر آئے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں تعلیم کے ذریعہ جس طرح سے بچوں کی بدحالی کو خوشحالی کی طرف لایا جا رہا ہے تاکہ ان کو نظر آ سکے۔ ان کی لیڈر اور ان کی پارٹی نے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ دیا تھا۔ میں پوچھتی ہوں کہ اس نعرے کے بعد انہوں نے عوام کا کیا حال کیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! جس وقت منسٹر صاحب wind up کریں گے تو اس وقت اس بات کا جواب دے دیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری بہن میری نظر چیک کرانا چاہتی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرا ضمیر بھی سلامت ہے اور نظر بھی سلامت ہے۔ آج چھج تو بولیں چھاننیاں بھی بول رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد وقاص!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ کارروائی کو چلنے دیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اب جو مطالبہ زر ایجوکیشن کے حوالے سے زیر بحث ہے اور ہم اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس میں ان کا ایک بہت بڑا حصہ آ چکا ہے اور میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا چونکہ وقت مختصر ہے۔ میں اپنی بات یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ پنجاب کا یہ محکمہ 21۔ارب روپے بلکہ اس سے کچھ زیادہ کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن صورتحال یہ ہے کہ پنجاب بھر کے اساتذہ جو سراپا احتجاج ہیں ان کا ایک بڑا مطالبہ یہ ہے کہ پچھلے سال ان سے جس ٹیچنگ الاؤنس کا وعدہ کیا گیا تھا وہ ابھی تک نہیں دیا گیا یعنی گویا جو وعدہ انہوں نے پچھلے سال بجٹ میں کیا تھا اور جو مطالبہ زر پچھلے سال انہوں نے ہم سے منوایا تھا اس پر یہ پچھلے سال سے عملدرآمد نہیں کرا سکے تو یہ کہاں کے حقدار ہیں کہ ان کو زیادہ بجٹ دیا جائے؟

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو چار ڈیمانڈز دی ہیں اس کی کاپی والیم نمبر 1 ہے، اس کا صفحہ نمبر 867 ہے اور یہ مد 03807 ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور مد 03827 میں ملاتا ہوں، ان دونوں مدوں میں کلاسیکل مثال میں آپ کو دے رہا ہوں۔ یہ ہم سے 21۔ارب روپے کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن جب آپ اس کا تجزیہ کریں تو ہم سے کیا مانگ رہے ہیں؟ ان دونوں مطالبات میں یہ جو میں نے آپ کو نمبر بتائے ان کے تحت یہ ہم سے پانچ کروڑ روپیہ مانگ رہے ہیں، ایک میں تین کروڑ اور دوسرے میں دو کروڑ، وہ کس لئے جہازوں میں سفر کرنے کے لئے اور ہیلی کاپٹر کے استعمال کے لئے مانگ رہے ہیں۔ اب مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ محکمہ تعلیم میں وزیر تعلیم کو ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہے، سیکرٹری ایجوکیشن کو ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہے یا کسی اور کو ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہے۔ اس مطالبہ زر میں 3 کروڑ 85 لاکھ روپے اور دوسرے میں 2 کروڑ روپے انہوں نے ہوائی سفر کے لئے، aero plane کے لئے، ہیلی کاپٹر، سٹاف کار، POL اخراجات کی مد میں ہم سے مانگے ہیں۔

جناب سپیکر! جس صوبہ پنجاب کے سکولوں میں ٹائلٹس نہیں ہیں، چار دیواری نہیں ہے، بجلی نہیں، بچوں کے لئے پینے کا پانی میسر نہیں اور فرنیچر نہیں ہے وہاں پر بیوروکریسی اور وزیر صاحب کے ہوائی سفر کے لئے آپ 5 کروڑ روپے مختص کر رہے ہیں تو پھر اس محکمہ کی جو حالت ہو گی وہ آپ بخوبی جان سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور classical مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ان کی کتاب کا صفحہ نمبر 68 ہے اس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ Total grant subsidies and

گرانٹ سبسڈی اور قرضے معاف کرنے کی مد میں پچھلے سال انہوں نے write off loans 4.5-ارب روپے رکھے تھے، اسے revise کر کے 5.5-ارب روپے بنائے اور اس دفعہ ان کا مطالبہ ہے کہ انھیں 10-ارب 94 کروڑ روپے دیئے جائیں۔ یہ 21-ارب روپے میں سے 10-ارب 94 کروڑ روپے گرانٹس، سبسڈی اور قرضے کو write off کرنے کے لئے لے رہے ہیں۔ گویا 50 فیصد سے زیادہ بجٹ جو یہ ہم سے missing facilities کی بنیاد پر لے رہے ہیں، ہم سے upgradation کی بنیاد پر لے رہے ہیں اس کو یہ خرچ کریں گے سبسڈی دے کر اسے خرچ کریں گے، گرانٹس دے کر اسے یہ خرچ کریں گے اور کسی کا قرضہ معاف کر کے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری صورتحال میں یہ ایک روپے کے بھی حقدار نہیں ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مختصراً چند باتیں اس بجٹ میں ایجوکیشن کی ڈیمانڈ کے حوالے سے عرض کروں گا۔ یہ بالکل unjustified ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ ورلڈ بنک کی سفارشات پر ایک جنرل کو وفاقی وزیر تعلیم بنایا گیا ہے حالانکہ وہ اس بات کی capacity رکھتا ہے اور نہ ہی capability رکھتا ہے۔ Factual position یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے ہمارا پورے کا پورا نظام تعلیم ورلڈ بنک کے شکنجے کے اندر آ گیا ہے۔ وہ کسی بھی صورت پاکستان کے اندر کسی قسم کی ترقی کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ ابھی آج ہی اخبارات کے اندر یہ statement ورلڈ بنک کی طرف سے آئی ہوئی تھی کہ جب تک آپ اس کا کوئی political consensus نہیں کرتے تو ہم کالا باغ ڈیم کے لئے کوئی قرضہ نہیں دیں گے۔ یعنی وہ معاملات کو اس طرح الجھاتے ہیں تاکہ پاکستان کے اندر ترقی کا عمل متاثر ہو سکے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سال جو رقم انھیں دی گئی تھی اس کو انہوں نے ضائع کیا ہے۔ مثلاً انہوں نے بھاری تنخواہیں اور موٹر سائیکلیں دے کر ریٹائرڈ نائب صوبیدار، صوبیدار بھرتی کئے ہیں اور ان کے ذمے کام یہ لگایا ہے کہ وہ اساتذہ کی monitoring کریں جو کہ ان سے کہیں زیادہ qualified ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ گرلز سکولوں کے اندر بھی وہ بغیر کسی روک ٹوک کے جا گھستے ہیں۔ وہاں پر جو خواتین اساتذہ ہیں وہ اس پر احتجاج کرتی ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے اس قسم کے ہی کام کرنے ہیں تو یہ رقم ان کو نہیں دی جانی چاہئے۔ اربوں روپے کی رقم انھیں دی جاتی ہے اور یہ اس رقم کے ذریعے سے ان کے پاس

جو کالج اور سکول ہیں ان میں جب management نہیں کر سکتے تو پھر denationalization کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اب آج کل بڑی wave چلی ہوئی ہے کہ انجمن حمایت اسلام کے جو 9 سکول ہیں، 8 لاہور میں اور ایک گوجرہ میں انھیں denationalize کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح تین کالجز ہیں۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، اسلامیہ کالج سول لائن اور اسلامیہ کالج کوپر روڈ ان کے بارے میں اب یہ سمری چل رہی ہے کہ جی ان کو denationalize کر دیا جائے۔ آپ اربوں روپے ڈیمانڈ کرتے ہیں اور خود ان کی management ٹھیک نہیں کر سکتے اور اب ان کو denationalize کر رہے ہیں تو پھر کس لئے آپ اتنی لمبی چوڑی گرانٹ، فنڈز پنجاب اسمبلی سے منظوری کے لئے ڈیمانڈ کر رہے ہیں؟

جناب والا! اسی طرح ایک disparity ہے کہ یونیورسٹی کے اساتذہ جب Ph.D کر لیتے ہیں تو انھیں -/5000 روپے کا ماہانہ الاؤنس دیا جاتا ہے لیکن جب سکول کا کوئی ٹیچر اسی طرح Ph.D کر لیتا ہے تو اس کو یہ -/5000 ہزار روپے نہیں دیتے۔ یہ جو disparity ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسے دور ہونا چاہئے اور ایسا سلسلہ نہیں ہونا چاہئے۔ اساتذہ بے چارے پوری ایک انجمن بنا کر پچھلے کئی مہینوں سے سراپا احتجاج ہیں کہ جو چیزیں وفاقی حکومت کی طرف سے منظور کی جاتی ہیں، ٹیچنگ الاؤنس، مہنگائی الاؤنس وغیرہ وہ باقی صوبوں میں دے دیا جاتا ہے، مرکز میں دے دیا جاتا ہے لیکن پنجاب کے اندر نہیں دیا جاتا۔ ابھی محمد وقاص صاحب نے بھی اسی حوالے سے refer کیا ہے۔

جناب والا! اسی طرح پنجاب کے اندر ایک سلسلہ مسجد مکتب سکول کا چل رہا ہے اور بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ جب ہم کسی سے یہ بات کہتے ہیں کہ وہاں پر جو ٹیچر ہے اسے یہ محض -/250 روپے ماہوار دیتے ہیں یعنی یہ بالکل ایک لطیفہ ہے کہ ایک آدمی پورا مہینہ serve کرے، وہاں بچوں کو تعلیم دے اور اس کو محض -/250 روپے ماہوار دیئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زیادتی کا ازالہ ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے علاقے کے حوالے سے عرض کروں گا۔ یہ باتیں اسمبلی کے floor پر اکثر ہوتی رہتی ہیں کہ اس حوالے سے ہمارے علاقے کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اچھا نہیں ہوتا۔ مثلاً بہاولپور میں گرلز ڈگری کالج سٹیلائٹ ٹاؤن announce ہوا، وہاں بلڈنگ موجود نہیں تھی لہذا اسے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی عمارت کے کچھ کمرے لے کر چلا دیا گیا۔ اب کئی سال گزر گئے لیکن یہ کالج اسی طرح دو چار کمروں کے اندر چل رہا ہے۔ گرمی ہو یا سردی بی اے کی بچیاں درختوں کے نیچے بیٹھ کر، بڑی کسمپرسی کی حالت میں تعلیم حاصل کر رہی

ہیں۔ ہمارے سپیشل سیکرٹری ایجوکیشن وہاں دورے پر تشریف لائے تو اس کالج میں بھی گئے۔ وہاں پر انہوں نے بڑی حیرت کا اظہار کیا، وہ بڑے پریشان ہوئے کہ بی اے کی بچیاں یہاں پر پڑھ رہی ہیں۔ اسی طرح میں نے سیکرٹری تعلیم گیلانی صاحب سے ایک ملاقات کی اور ان کی توجہ اس جانب دلائی کہ آپ اس کے لئے کچھ کریں۔ چنانچہ ڈی سی او بہاولپور میرے ساتھ گئے، ہم نے اس کالج کو visit کیا اور بہاولپور کے اندر ایک وول فیکٹری ہے جو کہ redundant ہے اور اس میں اب کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس کو ہم نے visit کیا اور ہم نے کہا کہ یہ جگہ اچھی ہے اس کو identify کیا جائے۔ اس پر پھر محکمہ ریونیو نے ہوم ورک کیا اور کوئی 3 کروڑ 47 لاکھ کی انہوں نے اس کی assessment کی کہ اگر محکمہ تعلیم اتنی رقم کو آپریٹو ڈیپارٹمنٹ کو دے دے تو اس کے بدلے میں یہ زمین کالج کے لئے مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں مختصر کر رہا ہوں۔ آخری بات کر رہا ہوں۔ تو اس حوالے سے میں ممبر بورڈ آف ریونیو کے پاس آیا۔ ان سے میں نے کہا کہ یہ رقم sanction کرنے کے لئے ہماری کوئی مدد کریں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اور یہ کوئی اتنی زیادہ رقم بھی نہیں ہے۔ جب سمبڑیال میں یونیورسٹی بنانے کے لئے کروڑوں روپے زمین کی خریداری کے لئے پنجاب حکومت دے سکتی ہے تو یہ 3 کروڑ 47 لاکھ بہت معمولی رقم ہے۔ جب میں نے اس حوالے سے محکمہ تعلیم سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم وہاں پر اس زمین کی خریداری کے لئے پیسے نہیں دے سکتے۔ آپ کہیں اور سے پیسے arrange کریں۔ اس طرح جناب! ہماری وہ ڈیڑھ سال کی ساری exercise جو کہ محکمہ ریونیو، تعلیم یا ہم نے کی تھی futile ہو گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب چیمبر میں میری بات سن رہے ہیں تو وہ مہربانی کریں اور یہ 3 کروڑ 47 لاکھ ان بچیوں کی خاطر جو درختوں کے نیچے تعلیم حاصل کر رہی ہیں دے دیں۔ یہ معمولی سی رقم ہے اور پھر یہ رقم گورنمنٹ کے پاس ہی رہے گی۔ مطلب یہ کہ محکمہ تعلیم دے گا اور وہ کو آپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے پاس چلی جائے گی اس لئے اس حوالے سے مہربانی اور شفقت کریں تاکہ ہماری بچیاں صحیح طریقے سے بیٹھ کر کالج کے اندر تعلیم حاصل کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ مہر اشتیاق احمد!

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! باتیں تو بہت ساری ہو چکی ہیں لیکن ایک جنرل بات یہ ہے کہ اس حکومت نے ہر دفعہ فنڈز تو بڑھائے لیکن وہ نتائج حاصل نہیں ہو سکے۔ آج پھر محکمہ تعلیم کے لئے یہ مزید فنڈز چاہتے ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ کچھ بہتری لا سکیں گے۔ یہاں پر سکولوں کی denationalization کی بات ہوئی۔ میں وزیر تعلیم صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ لاہور کے وہ آٹھ سکول جو denationalize کئے جا رہے ہیں۔ میرے قریب پی پی۔149 کے اندر جو سکول ہے وہاں پر حال ہی میں دو کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں، وہاں پر نئی بلڈنگ بنائی جا رہی ہے اور دوسری طرف denationalization کا بھی process شروع ہے تو میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ پیسے کا کریں گے کیا؟

جناب سپیکر! میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو قوم کے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں اور دوسری طرف denationalize کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ denationalize کریں گے تو پھر وہاں پر فیس کی معافی ہو گی اور نہ ہی مفت کتابیں ملیں گی۔

جناب والا! ہم یہاں پر باہر کی پالیسی استعمال کرتے ہیں۔ معیشت دان بھی باہر سے درآمد کرتے ہیں اور آج تعلیم کی پالیسیاں بھی باہر سے ہی لے رہے ہیں۔ انہوں نے آج کل اساتذہ کی ٹریننگ شروع کی ہوئی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ کوئی بھی نہیں کہے گا کہ یہ بُری بات ہے۔

جناب والا! ان کی ٹریننگ پر تو کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں لیکن جب ایک ٹیچر کو ٹریننگ دے دی جاتی ہے تو کیا اس کا کوئی فائدہ نکلتا ہے، کیا اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ اساتذہ کو تو ٹریننگ دے دی گئی فرض کیا انہوں نے ایک ہزار ٹیچر کو ٹریننگ دی تو فی ٹیچر پچاس یا ایک سو بچہ ان کے ذمہ ہے اور پھر یہ اسے ضرب دے کر پچاس ہزار بنا دیں یا ایک لاکھ بنا دیں۔ جب ٹیچر ٹریننگ لے کر آتا ہے تو کہتا ہے کہ ہر سکول اور اس کی ہر کلاس میں وائٹ بورڈ ہو لیکن وائٹ بورڈ تو دور کی بات ہے ہمارے پاس تو بیٹھنے کے لئے فرنیچر نہیں ہے، وہاں پر لیٹرین نہیں ہے اور گائیڈ بورڈ تک نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مختلف رنگوں کے مارکر استعمال کریں لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہ مارکر نہیں دے سکتے تو مختلف رنگوں کے چاک ہی دے دیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ہر کلاس روم ڈارک روم بنے اور وہاں projector کے ذریعے بچوں کو تعلیم دی جائے لیکن یہاں پر کھڑکیوں کے شیشے نہیں ہیں۔ اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ بہت زیادہ ٹیچرز کو ٹریننگ دینے کی بجائے تھوڑے ٹیچرز کو ٹریننگ دیں اور باقی رقم بچا کر کلاس رومز کو upgrade کرنے کی کوشش

کریں تب جا کر کوئی رزلٹ نکلے گا ورنہ یہ سب کچھ بے سود رہے گا۔

جناب والا! ہم یہ سارا کچھ قرض لے کر کرتے ہیں اس لئے جو بھی باہر کی پالیسی آتی ہے اسے adopt کرنے پر مجبور ہیں لہذا میں نہیں سمجھتا کہ انھیں مزید پیسوں کی ضرورت ہے پہلے یہ اپنی پالیسیاں بہتر کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج چونکہ تعلیم پر بات کرنی ہے۔

ساڈے بال وی پڑھ لکھ کے ہک ڈیہنہ حاکم بنسن
کیا احساس سرائیکیاں دے ہن آ تیکوں سمجھاواں
کہ کدھی آلے ترسے رہندے کیا سوچیا دریاواں

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بجٹ کی کتاب میں ایجوکیشن میں جو پہلی لائن لکھی ہے۔ وہ وژن ہے اور پھر انہوں نے وژن کے نیچے لائن لکھی ہے کہ ہم صوبہ پنجاب میں تعلیم کی مساوی opportunities فراہم کریں گے۔ انہوں نے بجٹ میں جو تفصیل دی ہے اگر تو انہوں نے راجن پور، ٹرائبل ایریا سے لے کر گجرات اور فیصل آباد تک مساوی مواقع فراہم کئے ہیں اور تمام بچوں، سکولوں اور کالجوں کو فنڈز کی منصفانہ تقسیم کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جتنا بجٹ ہے اسے اور بھی بڑھا دینا چاہئے لیکن اگر انہی کے کتاب کے اعداد و شمار کے ذریعے یہ ثابت ہو کہ پنجاب کی کچھ ایسی تحصیلیں ہیں جہاں پر ایک بھی ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہے اور کچھ ایسی تحصیلیں بھی ہیں کہ جہاں پر دس دس ہائر سیکنڈری سکول ہیں۔ اس بجٹ میں بھی انہوں نے جو مساوی فنڈز تقسیم کرنے کی بات کی ہے اگر وہ complete نہیں کی تو ان حالات کی روشنی میں، میں نہیں سمجھتا کہ انہیں ایک روپیہ بھی دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان میں جو ٹرائبل ایریا ہے وہ ایک تحصیل ہے۔ اس تحصیل ٹرائبل ایریا میں کالج کی بات تو درکنار وہاں ایک ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں ہے۔ جب پوری پوری تحصیل میں ہائر سیکنڈری سکول ہی نہ ہو تو پھر آپ کس طرح ایجوکیشن میں equal opportunities فراہم کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ میں نے آج ذرا مختصر بات کرنی ہے چونکہ میرے قائدین نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب والا! 21۔ارب 48 کروڑ روپے کے اس بجٹ میں دعویٰ تھا کہ ہم "پڑھا لکھا پنجاب" بنائیں گے۔ اگر تو یہ "پڑھا لکھا پنجاب" بنا رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہاں تو اعداد و شمار کے مطابق "پڑھا لکھا گجرات" اور "لاہور" بنایا جا رہا ہے۔ میں اس کی دو چار مثالیں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ سکول ایجوکیشن میں 8۔ارب 48 کروڑ روپے کا بجٹ ہے اور سکول ایجوکیشن کی مد میں 218 منصوبے بنا رہے ہیں جن میں ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان تین ڈویژن میں 28 منصوبوں کا ذکر ہے۔ یہ تین ڈویژن کے پندرہ اضلاع میں 28 منصوبوں پر یہ رقم خرچ کر رہے ہیں جبکہ ایک ضلع فیصل آباد میں 28 منصوبے بنا رہے ہیں۔ ضلع گجرات میں 32 منصوبے بنا رہے ہیں۔ ضلع سرگودھا میں 28 منصوبے بنا رہے ہیں اور ضلع ملتان میں ایک نصرت الاسلام ہائی سکول اور ڈی جی خان میں دو سکول ہیں۔ وہ ماہانا ہمدانی کا سکول جسے وزیر خزانہ بھی بہتر جانتے ہوں گے اسی ایک سکول میں دو پراجیکٹ بنا کر دو منصوبے بنا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دوسری مد دیکھ لیں۔ اس سکول کی مد میں 47 ملین یعنی 67 کروڑ روپے کے منصوبوں کی وضاحت کی گئی ہے ان میں سے صرف 4.5 کروڑ روپے کے منصوبے تین ڈویژن میں بنائے جا رہے ہیں باقی 56 کروڑ روپے کے منصوبے ادھر ہیں۔

جناب والا! انہوں نے ہائر ایجوکیشن میں تقریباً 9۔ارب 93 کروڑ روپے کے فنڈز رکھے ہیں جن سے 101 منصوبے بنائے جا رہے ہیں جن میں سے جنوبی پنجاب کے تین ڈویژن میں 20 پراجیکٹ ہیں۔ جب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور وزیر صاحب wind up کرتے ہیں تو وہ وضاحت شروع کر دیتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کو یہ یہ دیا ہے۔ میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ آپ منصوبے دے رہے ہیں لیکن میں تو آپ کو موازنہ کر کے بتا رہا ہوں کہ تین ڈویژن میں 20 منصوبے ہیں اور ایک گوجرانوالہ ڈویژن میں 28 منصوبے ہیں۔ آپ اس کی تردید کریں۔ میں لاہور کی بات نہیں کرتا یہ صوبائی دارالحکومت ہے لہذا گوجرانوالہ ڈویژن ہمسایہ ہے وہاں چلے جاتے ہیں۔ وہاں ایک ڈویژن میں 28 منصوبے ہیں اور تین ڈویژن میں ہائر ایجوکیشن کے 20 منصوبے ہیں جن میں ملتان میں صرف ایک ہے۔ وہاں پرانے ہوم اکنامکس کالج کے لئے چار ملین رکھ کر اسے بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ ہائر ایجوکیشن میں لیہ کا بھی ایک ہے، راجن پور کے دو اور لودھراں کا ایک منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر! اسی اسمبلی سے قانون سازی کروا کر انہوں نے سات یونیورسٹیاں بنائی ہیں۔ ہم نے کوشش کی تھی کہ کوئی ایک یونیورسٹی ہماری طرف بھی ہو جائے تاکہ ہم بھی جا کر کہیں گے کہ ہم نے اسمبلی میں بڑی کوشش کی تھی اور حکومت نے بھی پڑھا لکھا پنجاب کا دعویٰ ثابت کر کے ایک یونیورسٹی تمہیں دے دی ہے لیکن وہ نہیں بنائی گئی۔ پھر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز بھی لاہور میں بنادی گئی ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ اب رہی سہی کسر اس طرح نکالی ہے کہ لاہور سیالکوٹ موٹروے پر بھی دو انٹرنیشنل یونیورسٹیاں قائم کرنا شروع کر دی ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم جنوبی پنجاب میں ہائر ایجوکیشن پر 360 ملین روپے خرچ کر رہے ہیں جبکہ ایک ہی گجرات یونیورسٹی کے لئے 524 ملین روپے خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے سپیشل ایجوکیشن کی مد میں 95 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ 1154 ملین روپے کی لاگت سے سپیشل ایجوکیشن کے لئے 23 بلڈنگز بنانا چاہتے ہیں۔ اب توجہ فرمائیں کہ کہاں بنا رہے ہیں؟ گجرات، سانگلہ ہل، صفدر آباد، ننکانہ، رینالہ خورد، دیپالپور، گوجرہ، حافظ آباد، اوکاڑہ، خوشاب، جڑانوالہ، سمندری، بھکر، دریا خان، کمالیہ اور جھنگ۔ اب میں کیا کروں؟ مجھے کوئی چیز نظر آئے تو میں بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اس مرتبہ pick and drop کے لئے 75 منی بسیں خریدنی ہیں لیکن وضاحت نہیں ہے کہ خریدنے کے بعد کہاں دی جائیں گی۔ ظاہری بات ہے کہ جب سنٹر اپر پنجاب میں بننے ہیں تو pick and drop کی 75 منی بسیں بھی وہیں دینی ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ میں تھوڑی سی ناانصافی یہ ہے کہ 21۔ارب روپے کے فنڈز میں سے 90 فیصد فنڈز block allocation میں رکھ دیئے گئے ہیں یعنی جس کی کوئی description نہیں ہے۔ چیف منسٹر accelerated programme ہے، چیف منسٹر ریفارم پروگرام ہے اس میں اربوں روپے کے فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں جس کی وضاحت بھی نہیں ہے۔ جیسے

> Block allocation for additional funds to revise Chief Minister's Accelerated Programme-769 million; Chief Minister's Accelerated Prorogramme-2500 milion;For IT-639 million

لیکن کوئی وضاحت نہیں۔

Upgradation of schools-block allocation, 2378 million; Chief Minister's Accelerated Programme for social development - 1000 million

جناب والا!ہزاروں ملین فنڈز کی وضاحت بجٹ کی اس کتاب میں نہیں ہے۔ میں نے تو ابھی اس بات کا دکھ آپ کے سامنے رکھا ہے جس کا بجٹ کی کتاب میں ذکر ہے لیکن اربوں روپے جن کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ اتنا فنڈ چیف منسٹر صاحب کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جن کی وضاحت کی گئی ہے جن کا انھیں تھوڑا بہت ڈر ہوتا ہے اور face saving ہوتی ہے کہ جنوبی پنجاب والے کہیں گے کہ ہمیں نہیں دیا گیا ان میں انصاف نہیں کیا گیا تو اربوں روپے کی allocation جو وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر ہے جس کی وضاحت ہی نہیں ہے اس بارے میں، میں کیسے توقع رکھ سکتا ہوں کہ اس میں سے ہمیں کچھ ملے گا۔ بہت شکریہ۔ اس head پر میں صرف یہی عرض کرتا ہوں چونکہ یہ اپنے دعوے کو صحیح ثابت نہیں کر سکے۔ Vision equal distribution of education کا نہیں ہے میں نے اعداد و شمار سے بھی ثابت کر دیا ہے لہذا میں نہیں سمجھتا کہ ان کو فنڈز دیئے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ رانا ثناء اللہ صاحب آپ بات کریں گے؟

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! صدیقی صاحب میرے دوست ہیں۔ میں انہیں ان کی تقریر میں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دراصل کٹوتی non development پر تھی لیکن بولے وہ development پر ہیں۔ اگر وہ مزید non development پر بولنا چاہیں تو آپ انہیں special time دے دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب!

محترمہ خالدہ منصور: جناب والا! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! محترمہ کو ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پھر مختصر بات کریں۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب والا! میں صرف دو منٹ آپ کا ٹائم لوں گی اس سے زیادہ نہیں کیونکہ بہت سی باتیں کہی جا چکی ہیں میں ان کو دہرانا نہیں چاہتی لیکن ایک بات کا ذکر یہاں پر ضرور کرنا چاہوں گی کہ جب ایک سال کے لئے بجٹ رکھا جاتا ہے تو پھر دوسرے سال اس کا جائزہ بھی لیا جانا چاہئے کہ اتنا پیسا خرچ ہوا اور اس سے کیا بہتری پیدا ہوئی۔ محکمہ تعلیم کا اگر جائزہ لیں امتحانات کو دیکھیں سکولوں میں دیکھیں کیونکہ ہمیں تو کہیں پر بھی کوئی بہتری نظر نہیں آتی۔ خاص طور پر ٹیچرز کے حوالے سے میں بات کرنا چاہوں گی کہ پچھلے سال حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ٹیچرز کی بہت بڑی demand ہے کہ کنوینس الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جو لوگ بڑے شہروں سے چھوٹے شہروں میں جاتے ہیں ان کو کم الاؤنس دیا جاتا ہے اور جو چھوٹے شہروں سے بڑے شہروں میں جاتے ہیں ان کو زیادہ الاؤنس دیا جاتا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے پچھلے سال اتنا بجٹ لیا ہے لیکن آپ نے ان ٹیچرز کو کچھ نہیں دیا ان کی حالت بہتر کرنے کے لئے ان کا الاؤنس بڑھایا جائے۔

جناب والا! ایک شخص جو قوم کے بچوں کو پڑھاتا ہے، شعور دیتا ہے اگر ہم نے اس کو بھی کچھ نہیں دینا تو پھر تعلیم کے لئے اتنے بجٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ کنوینس الاؤنس کے سلسلے میں چھوٹے بڑے شہروں کا فرق ختم کر دینا چاہئے اور ان کو برابر کنوینس الاؤنس دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ان کی ایک اور demand بھی تھی کہ جو ہاؤس رینٹ ہے ٹیچرز کو وہ بھی نہیں دیا جاتا۔ اگر آپ نے تعلیم کی مد میں بجٹ کو 13۔ارب روپے سے 21۔ارب روپے کرنا ہے تو پھر خدارا! ان ٹیچرز پر رحم کریں ان کو زیادہ پیسے دیں تاکہ وہ اچھی طرح رہ سکیں۔ ایک ایجوکیٹر کی -/4650 روپے تنخواہ ہے تو وہ کیسے گزارہ کرے گا۔ میں وزیر تعلیم کو کہتی ہوں کہ وہ مجھے -/4650 روپے میں ایک مہینے کا ٹیچر کا بجٹ بنا کر دکھائیں۔ کیا کوئی شخص اس مہنگائی کے دور میں -/4650 روپے میں گزارہ کر سکتا ہے۔ اگر آپ نے 13۔ارب روپے سے 21۔ارب روپے تک ایجوکیشن کے لئے بجٹ بڑھانا ہے تو پھر اس کا کیا فائدہ ہے؟

جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ نے اس ملک میں تعلیم کا معیار بڑھانا ہے اس ملک نے کوئی ترقی کرنی ہے اگر "پڑھا لکھا پنجاب" جو ان کا نعرہ بھی ہے اس کو صحیح بنانا ہے تو پھر ان ٹیچرز کو سہولتیں دینا ہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کافی دوستوں، معزز ممبران اور وزیر تعلیم صاحب کو بھی یہ confusion ہو رہی ہے کہ جب 21۔ارب روپے کا جو یہ بجٹ ہے اس کو کم کر کے ایک روپیہ کرنے کا کیوں کہا جا رہا ہے۔ اس میں معاملہ یہ ہے کہ یہ جو مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے اس میں 21۔ارب روپے something کا مطالبہ اس محکمے کو چلانے کے لئے کیا گیا ہے۔ یہ current revenue expenditure ہے جو محکمہ تعلیم کو function کرنے کے لئے اس سال ضروری ہے۔ اب محکمہ تعلیم نے function کیوں کرنا ہے۔ محکمہ تعلیم نے صرف function اس لئے کرنا ہے کہ وہ اس سیکٹر میں ترقیاتی کام کروائے اور اس کے ثمرات لوگوں تک پہنچیں، لوگوں کی حالت بہتر ہو اور بچوں کو تعلیم میسر ہو لیکن اگر محکمہ ترقیاتی کام نہیں کروا سکتا اور اس سلسلے میں کوئی بہتری نہیں لا سکتا تو اپوزیشن اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ رہی ہے کہ اس 21۔ارب روپے کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ جیسے کہتے ہیں کہ:

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب والا! یہ جو ایک روپیہ ہم رکھ رہے ہیں وہ صرف اس لئے رکھ رہے ہیں کہ وزیر تعلیم صاحب اتنا بڑا مطالبہ زر لے کر آئے ہیں آج وہ یہاں پر کافی بحث بھی کریں گے۔ ایک روپیہ اس لئے رکھ رہے ہیں کہ وہ ان کو دے دیا جائے تاکہ یہ اس ایک روپے سے ببل گم خرید لیں اور اس کو یہ چوستے رہیں۔ وہ ایک روپیہ ان کے کام آئے گا۔ ورنہ ہماری طرف سے تو یہ ہے کہ جب یہ محکمہ اپنی کارکردگی صحیح نہیں کر رہا تو اسے مکمل طور پر فارغ کر دینا چاہئے۔ وہ ایک روپیہ صرف وزیر تعلیم صاحب کے لئے ہے۔ یہ ٹافی خرید لیں کیونکہ یہ ٹافیاں کھانے کے کافی شوقین ہیں۔

جناب والا! یہ مجھ سے پہلے دوستوں نے معزز اراکین نے یہ کہا ہے کہ facts and figures کے حوالے جو ground realities ہیں کہ 36 ہزار سکولوں میں لیٹرین کی facilities نہیں ہیں، چار دیواری نہیں ہے، سو فیصد سکولوں میں بلڈنگز نہیں ہیں بلڈنگز ناکافی ہیں اور 70 فیصد سکولوں میں لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ میرا اپنا فیصل آباد شہر کا جو حلقہ ہے یعنی شہر کے قلب میں واقع ہے سمن آباد ہائر سیکنڈری سکول ہے۔ وہاں پر اس وقت بچیوں کی تعداد 4300 ہے اور وہاں پر جو بلڈنگ ہے اس کی total capacity جو ہے وہ 2200 بچیوں کے بٹھانے کی ہے اور باقی بچیاں بھی دھوپ میں اور باہر سردی میں بیٹھتی ہیں۔ ان کے پاس بلڈنگ ہے نہ ہی اس سکول میں لیبارٹری

ہے اور یہ وہ سکول ہے جو شہر میں واقع ہے۔ اس سے متعلقہ میں نے motion کے ذریعے ایک question raise کیا تھا اس کا جواب آیا اور یہ جواب محکمے کی طرف سے دیا گیا کہ یہاں پر ہمارے پاس بلڈنگ پوری نہیں ہے اور یہ یہ سہولتیں short ہیں۔ پچھلے تقریباً ڈیڑھ سال سے میں اس بارے میں دو تین مرتبہ وزیر تعلیم صاحب سے ملا بھی ہوں لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ funds short ہیں اور ابھی تک اس میں ایک روپے کا کام بھی نہیں ہو سکا۔ اس مرتبہ بھی وہ پروگرام میں شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جب یہ حالت ہو ابھی پچھلے سال 13-ارب روپے اخراجات جاریہ میں ان کو دیئے گئے تھے لیکن انہوں نے 14-ارب روپے خرچ کئے اور اس مرتبہ یہ 21-ارب روپے مانگ رہے ہیں 7-ارب روپے زیادہ مانگ رہے ہیں اور یہ اپنے day-to-day اخراجات چلانے کے لئے مانگ رہے ہیں۔ تنخواہوں کے لئے الاؤنسز کے لئے اور باقی دوسرے معاملات چلانے کے لئے مانگ رہے ہیں جس طرح سے یہ ذکر کیا گیا کہ 5 کروڑ روپے یہ سفر کے لئے مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ان کو پھر کیا حق پہنچتا ہے کہ اگر یہ حالت ہے کہ 70 فیصد سکولوں میں لیبارٹریاں نہیں ہیں، سو فیصد میں عمارات sufficient نہیں ہیں، چار دیواری نہیں ہے اور لیٹرینیں نہیں ہیں تو اس کے باوجود انہوں نے جو ڈویلپمنٹ کے لئے بجٹ رکھا تھا وہ بجٹ بھی یہ پورا خرچ نہیں کر سکے۔ میں نے general discussion میں بھی وزیر خزانہ صاحب سے بھی اور ان سے بھی یہ کہا تھا کہ یہ آپ نے جو ذکر کیا ہے اور یہ جو Annual Budget Statement ہے اس کے علاوہ سپیشل ایجوکیشن کے متعلق بھی میں نے نشاندہی کی تھی کہ آپ نے 37 کروڑ روپے رکھے تھے لیکن revise کر کے آپ نے 4 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے جبکہ سپیشل ایجوکیشن کا دن رات آپ شور مچاتے ہیں۔

جناب والا! سکولوں کی جب یہ حالت ہے کہ وہاں پر لیبارٹری ہے، چار دیواری ہے اور نہ ہی بلڈنگ ہے تو پھر کیا فائدہ؟ اس میں انہوں نے 8-ارب 47 کروڑ روپے رکھے تھے اس میں سے صرف انہوں نے 1.2-ارب روپیہ خرچ کیا ہے اور 7-ارب روپے انہوں نے ڈویلپمنٹ بجٹ میں سے سکولوں پر خرچ نہیں کیا۔ جب وزیر خزانہ صاحب اٹھے تو وہ کہنے لگے کہ نہیں جناب اس میں تو ہم technical سی figures دیتے ہیں جو باقی معاملات ہیں وہ پھر ہم دوسری کتابوں میں دیتے ہیں اس لئے یہ غلط ہے ہم نے کوئی گرانٹ بھیجی تھی اور اس گرانٹ کے ذریعے سے خرچ ہو گیا۔

جناب میں معزز ممبران کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو انہوں نے بجٹ تقریر کی ہے اس کے صفحہ نمبر 49 کو دیکھیں اور محترم وزیر خزانہ صاحب اس بات کو consult کر لیں کیونکہ میں چاہوں گا کہ آج اس بات کا یہ مجھے جواب دیں۔ یہ نہیں کہ یہاں پر اگر بحث برائے بحث ہی ہونی ہے اور کسی بات کا جواب دینا نہیں ہے اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو یہ مجھے correct کریں۔ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں 21۔ارب روپے کا ذکر کیا ہے کہ یہ ہم تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ 72 فیصد اس میں اضافہ ہے۔ اب یہ Annual Budget Statement جو ہے اس میں آپ صفحہ نمبر 49 پر آ جائیں۔ اب صفحہ نمبر 49 پر صاف لکھا ہوا ہے کہ پچھلے سال 2006-07 میں 9۔ارب 31 کروڑ روپے تھا اور انہوں نے خرچ کیا 4۔ارب 24 کروڑ روپے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم 17۔ارب روپے خرچ کریں گے یعنی 9۔ارب روپے رکھ کر اس کا 50 فیصد خرچ کیا ہے اور اب کہہ رہے ہیں کہ ہم اب 17۔ارب روپے مختص کریں گے جبکہ اخراجات جاریہ 13۔ارب روپے رکھ کر 14۔ ارب روپے خرچ کرتے ہیں اور اب 21۔ارب روپے مانگ رہے ہیں۔ اسی طرح سے ان کی جو development capital side ہے اس میں صفحہ نمبر 53 میں 3۔ارب اور 52 کروڑ روپے ہے۔ یہ 17 اور 3 ملا کر وہی 21۔ارب روپے جس کا انہوں نے اپنی speech میں ذکر کیا ہے۔ یہ اس میں آتا ہے۔ اب اس 21۔ارب روپے کے علاوہ اگر ان کے پاس کوئی اور گرانٹ یا کچھ ہے تو اس کو تو انہوں نے اس میں شامل نہیں کیا۔ یہ اس 21۔ارب روپے کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ اس میں خرچ کریں گے اور انہی دونوں columns میں ہے کہ 9۔ارب روپے ایک اور 2۔ارب 76 کروڑ روپے ایک۔ انہوں نے کہا تھا کہ revenue side and development capital side development پر 12۔ارب روپیہ خرچ کریں گے۔ اس میں سے انہوں نے صرف 6۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے۔ میرے پاس calculation موجود ہے ان کے پاس یہ بک ہے اس کو دیکھ لیں۔ اب پچھلے سال 12۔ارب روپیہ رکھ کر یہ 6۔ارب روپیہ خرچ کریں اور اخراجات جاریہ میں یہ 14۔ارب روپیہ خرچ کریں اور اس سال 21۔ارب روپیہ طلب کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ کس طرح سے justification بنتی ہے۔ اب انہوں نے یہ فرمایا کہ نہیں جناب! یہ figure اس طرح سے نہیں ہیں۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ہاؤس کے جن جن ممبرز کے پاس ABS ہے اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی request کروں گا کہ وہ Annual Budget Statement پکڑ لیں۔ میں صفحہ نمبر 49 کی طرف refer کر رہا ہوں۔ اس کے اندر Function No.9 ہے،

Education, Affairs and Services. Budgeted Estimates 2006-07, 9 Arab rupees, Revised Estimates 4 Arab rupees.

میں نے اس روز بھی گزارش کی تھی کہ revised estimates اس لئے کم ہوئے ہیں کہ یہ وسائل ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو transfer کر دیئے ہیں۔ Now, I am referring to page No. 48 & 49 اس کے اندر Function No. 14. Transfers کا ایک کالم ہے۔ Budgeted Estimates 14 Arab, Revised Estimates 29 Arab تو یہ 14۔ارب روپے سے 29۔ارب روپے اس وجہ سے بڑھے ہیں۔ ان 29۔ارب روپے میں یہ 5۔ارب روپے جو Education Sector Reforms Programme کے ہیں جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو گئے ہیں وہ شامل ہیں اور اگر آپ ٹوٹل دیکھئے۔ صفحہ نمبر 49 پر last column جس سے پہلے ٹوٹل لکھا ہوا ہے۔ ٹوٹل میں لکھا ہوا ہے Budget Estimates 41 Arab rupees, Revised Estimated 68 Arab rupees. یعنی ٹوٹل 41۔ارب روپے بجٹ مختص کیا گیا اور 68۔ارب روپے spend کیا گیا یعنی 41۔ارب روپے سے تقریباً 27/28۔ارب روپیہ زیادہ خرچ کیا گیا۔ تو یہ قطعی طور پر 100 فیصد غلط قسم کا تاثر دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے اور اس پورے ہاؤس نے وزیر خزانہ صاحب کی بات اب سن لی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب کو from the gallery mislead کیا گیا اور وہاں سے انہوں نے ان کو غلط figure پیش کی ہے۔ محترم وزیر خزانہ! آپ یہ بک اٹھائیں۔ یہ والیم نمبر I ہے اور یہ development budget ہے۔ آپ اس کے صفحہ نمبر 45 پر آ جائیں، یہ صفحہ نمبر 494 پر آپ آ جائیں اس پر آپ دیکھ لیں Education اور اس کے نیچے School Education ہے۔ اس کے بعد آپ یہ دیکھ لیں کہ تینوں کالم بنے ہوئے ہیں۔ 2006-07 بنا ہوا ہے پھر 2006-07 revise بنا ہوا ہے۔ پھر 2007-08 بنا ہوا ہے۔ اب آپ چلتے جائیں اس میں

تمام سکیموں کا دیا ہوا ہے کس پر کتنا خرچ ہوا، کیا ہوا اور اس کے بعد جب صفحہ نمبر 544 پر پہنچیں گے تو اس میں آپ دیکھ لیں کہ Budget Estimate 2006-07 کے کالم میں لکھا ہے 8۔ارب 47 کروڑ روپے اور revised میں ایک ارب 21 کروڑ روپے لکھا ہے اور آپ نے اب 9۔ارب 25 کروڑ روپے رکھا ہے۔اب یہ دیکھیں کہ آپ نے یہاں ایک ایک سکیم کا ذکر کیا ہوا ہے اور ایک ایک سکیم پر آپ نے جو پیسے خرچ کئے ہیں وہ آپ نے یہاں پر لکھے ہوئے ہیں یا تو آپ کی یہ بکس غلط ہیں یا آپ کو advise غلط ملتی ہے۔یہ ساری سکیمیں 495 سے لے 545 تک یہ 50 صفحے بنتے ہیں ان میں ایک ایک سکیم کا نام ہے اور ایک ایک سکیم کے against آپ نے جتنا budget estimate رکھا ہے وہ لکھا ہوا ہے۔اس کے بعد آپ نے اس کو revise کر کے اس پر جتنا خرچ کیا وہ لکھا ہوا ہے اور اس کے بعد جو grand total ہے وہ estimate 8۔ارب 47 کروڑ 21 لاکھ 4 ہزار روپے ہے اور revised ایک ارب 21 کروڑ 98 لاکھ روپے ہے اور یہی بجٹ سٹیٹمنٹ میں ہے۔اس میں اور اس میں آپ ایک روپے کا مجھے فرق نکال کر دکھا دیں۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 496 میں یہ بتا دیں کہ ہم نے 2006-07 کا کیا budget estimate لکھا ہوا ہے جو ہم نے خرچ نہیں کیا۔صفحہ نمبر 496 پر کوئی سکیم پڑھیں آگے بتائیے بجٹ کیا ہے اور خرچ کیا ہے۔آپ بتائیے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ صفحہ خالی ہیں۔آگے آئیں۔یہ آپ صفحہ نمبر 508 پر آ جائیں یہ آپ نے جتنی رقم رکھی ہے اس میں سے آپ نے کوئی پیسا خرچ نہیں کیا۔ Next page No. 509 پر آ جائیں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صفحہ نمبر 496 کی بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ 50 صفحے ہیں ان کے اوپر تمام سکیمیں لکھی ہوئی ہیں۔کچھ سکیموں کے against تو انہوں نے کوئی پیسا دیا اور نہ ہی revise کیا گیا۔اس کے بعد کچھ کے اوپر انہوں نے estimate لگایا لیکن revised میں خرچ کوئی نہیں کیا۔اب School Sub Sector Education اور یہ ٹوٹل ہے Budget Estimate 8 Arab, 47 crore and 21

لگائے پھر یہ آپ نے کیوں غلط لگائے ہیں؟ اور revised ایک ارب 21 کروڑ اور 98 لاکھ روپے۔ اب یہ ٹوٹل میں نے تو نہیں lacs rupees
وزیر خزانہ: جناب سپیکر! رانا صاحب 100 فیصد سمجھ نہیں پا رہے بلکہ سمجھ چکے ہیں۔ میں دوبارہ repeat کرتا ہوں۔ 8۔ ارب روپے یا 9۔ ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا اس میں سے 5 یا 7۔ ارب روپے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو دے دیئے گئے۔ جن سکیموں کو یہ refer کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ان کے آگے بجٹ رکھا ہوا ہے نہ اس کا کوئی revised estimate ہے۔ یہ ہماری نئی سکیمیں ہیں جو 08-2007 میں شروع ہو رہی ہیں۔ ہم نے ان کے لئے 07-2006 کوئی بجٹ مختص کیا نہ اس کو revise کیا۔
جناب سپیکر: آپ 08-2007 کی فگرز تو نہیں پڑھ رہے؟
وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ نئی سکیمیں ہیں 07-2006 کے اندر تو ان کا نام ونشان نہیں تھا۔
رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر میں ان کی بات کو درست تسلیم کر لوں کہ انہوں نے ایک سکیم کا پیسا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بھیج دیا، ایک کا یہاں پر لگا دیا اور 7 کا وہاں پر بھیج دیا پھر 2 کا یہاں پر لگا دیا۔ انہوں نے یہ کس طرح سے چناؤ کیا ہے؟ یہ بک بتا رہی ہے کہ سکول سائیڈ کے against انہوں نے ایک ارب 21 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ بقول وزیر خزانہ کے 7۔ ارب روپیہ انہوں نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو بھیج دیا۔ اب انہوں نے جو پیسا ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو بھیجا ہے۔ اگر وہ ان سکیموں کے against بھیجا ہے اس میں تو سارے محکمے ہیں۔ اب انہوں نے جو رقوم ٹرانسفرز کی ہیں وہ کس کھاتے میں کی ہیں اور وہ کہاں پر خرچ ہوئی ہیں۔ یہ تو خدا جانے یا یہ جانیں لیکن بات یہ ہے کہ یہاں جو 7۔ ارب روپے کا فرق ہے اس پر مجھے یہ بتائیں کہ یہ کیوں ہے؟ یہ 8۔ ارب روپے نیچے بھیج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سارے پیسے بھیج دیئے ہیں اور یہاں پر صرف ایک لائن ہوتی ہے ہمیں یہ پچاس صفحے بھرنے اور اتنی بڑی کتاب پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ آپ کی ڈویلپمنٹ اینڈ ریونیو سائڈ ہے۔
جناب سپیکر! ان کی جو کیپیٹل ڈویلپمنٹ سائڈ ہے اس کا صفحہ 1543۔ والیم II ہے جس میں چیف منسٹر کا فنڈ بھی شامل ہے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری آپ سے اور معزز ممبر سے بھی گزارش ہو گی کہ فی الحال تو ہم کٹوتی پر بات کر رہے ہیں۔ اگر کوئی ٹیکنیکل معاملہ ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: میں اسی لئے تو کٹوتی چاہتا ہوں۔ محترم وزیر خزانہ صاحب صفحہ نمبر 1573 پر آئیں۔ اس میں ایجوکیشن کو دیکھیں کہ جو بجٹ ایسٹیمیٹ 07-2006 میں ہے وہی رقم 2۔ارب 76 کروڑ روپے 08-2007 میں ہے اور خرچ 1.8۔ارب روپے کیا ہے اور اب آپ 3.5۔ارب روپے کہہ رہے ہیں۔ یہ 3.5۔ارب روپے اور وہ 17۔ارب روپے مل کر 21۔ارب روپے بنتا ہے۔ اس 21۔ارب روپے کے علاوہ آپ اور کہیں بھی کوئی پیسا آپ کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے آپ صفحہ نمبر 1573 پر آ جائیں نیچے 2۔ارب 76 کروڑ روپے ہیں۔ اگلے صفحے پر آ جائیں۔ 1.8۔ارب روپے ہے۔ اب آپ نے 3.5۔ارب روپے خرچ کرنے ہیں اور تقریباً ایک ارب روپے کم خرچ کئے ہیں۔ یہ اتنے صفحے ہیں ان میں سے آپ ایک ایک صفحے کو دیکھ لیں اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کے لئے تو کافی ٹائم چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات تو بڑی واضح ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! 11 بج کر 25 منٹ ہو گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پھر بات یہ ہے کہ ان کو چاہئے کہ جب ایک بات کی جاتی ہے تو اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ understanding میں کمی ہے ان کو پتا نہیں چلا اور یہ دانستہ طور پر ایسا کہہ رہے ہیں۔ یہ بجٹ سٹیٹمنٹ ہے اور یہ آپ کی کتابیں ہیں ان میں تفصیل ہے ان کے علاوہ اور ہم کہاں سے جا کر پتا کریں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! سمجھ بھی آ رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نیت میں کوئی گڑ بڑ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہی ہے کہ میری نیت میں یہی گڑ بڑ ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ حکمران جو 58 بیروں 27 خانساموں، 92 ڈرائیوروں اور 18 مصالحچیوں کے ساتھ ایک گھر

میں رہ رہے ہوں تو ان کو کم از کم کچھ نہ کچھ تو خیال ہونا چاہئے۔ اگر میں شرم کا لفظ استعمال کروں گا تو یہ کہیں گے کہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب سپیکر! اس طرح سے بادشاہوں جیسی زندگی گزارنے۔۔۔

وزیر محنت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر محنت: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب بجٹ کا جھنجھٹ پڑھتے پڑھتے بہک جاتے ہیں۔ میرے سینئر بھائی ہیں اس سے پہلے میاں شہباز شریف کیا جھونپڑی میں رہتے تھے، کیا نواز شریف ڈنکی کار میں دفتر جاتے تھے یا او منی بس پر بیٹھ کر جاتے تھے۔ اس قسم کی گفتگو میرے خیال میں ان کو زیب نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس حد تک clear کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب نے گھر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب اپنے گھر میں رہتے ہیں وہاں پر کوئی سرکاری ملازم نہیں ہے ان کے اپنے ذاتی ملازم ہیں۔ جہاں تک چیف منسٹر ہاؤس کا تعلق ہے تو وہ figures آپ کو دیئے گئے تھے یا بجٹ کی کتاب میں ہیں تو وہ چیف منسٹر آفس سے متعلقہ ہیں۔ وہ بھی اس لئے highlight ہوا ہے کیونکہ نیا establish کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ ان کا office ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم راجہ صاحب نے بڑی اچھی وضاحت فرمائی ہے۔ ماشاء اللہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہتے ہیں تو اپنے گھر میں ان کے ذاتی ملازم ہیں۔ یہ چیف منسٹر ہاؤس ہے تو یہاں پر کون رہتا ہے۔ راجہ صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ چیف منسٹر ہاؤس میں چیف منسٹر ہی رہتا ہے لیکن وہاں پر 25 کک ہیں، 28 خانسامے ہیں 58 ویٹر ہیں 92 ڈرائیور ہیں اب اس میں 18 مصالچی ہیں۔ چوہدری اقبال صاحب نے کہا تھا کہ وہ مصالحہ ڈالتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رانا صاحب ڈھونڈ رہے تھے۔ اس دن بھی مصالچی کو مالشی سمجھ رہے تھے۔ ان کو اصل میں تلاش مالشیوں کی تھی لیکن وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے تو پڑھا تھا اور کہا تھا کہ یہ تصحیح کر دیں تو انہوں نے کہا کہ وہ مصالچی ہیں وہ مصالحے ڈالتے ہیں۔ کیا وہ ان کو مصالحے ڈالتے ہیں؟

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر یہ محکمہ 21۔ارب روپے کی تنخواہیں۔۔۔

سید عبدالعلیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہاؤس کو چلنے دیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے جو ککوں اور خانساموں کی بات کی ہے تو یہ بھی بتادیں کہ وہ جب ملک سے گئے تھے تو یہاں سے پائے پکانے والے کک ساتھ لے گئے تھے، کڑاہی گوشت بنانے والے کک ساتھ لے گئے تھے۔ سارے کک اور مصالحہ دار نواز شریف صاحب یہاں سے ساتھ لے گئے تھے۔ ان کا تو ذرا بتادیں کہ کون لے کر گیا تھا اور جن کا ذکر یہ کر رہے ہیں 8 کلب، 7 کلب 2 کلب 90 شاہراہ قائداعظم یہ سارے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں آتے ہیں۔ ان کو سب پتا ہے لیکن رانا صاحب نے ہر بات کو confused کرنا ہے اب جمعہ کا وقت ہو رہا ہے انہوں نے نماز تو پڑھنی نہیں اور انہوں نے کوشش کرنی ہے کہ ہماری بھی نماز یہیں پر گزرے اس لئے مہربانی کر کے ان کو کہیں کہ to the point بات کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ خود بھی نماز پڑھیں گے اور آپ کو بھی انشاء اللہ نماز پڑھنے کا موقع دیں گے۔ جی، رانا صاحب! آپ ذرا مختصر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں واضح کر دوں کہ محترم وزیر خزانہ صاحب جو ٹرانسفرز کا فرما رہے تھے تو یہ پورا صفحہ ان کے سامنے پڑا ہے۔ اس میں جتنے بھی محکمے ہیں ان سب میں کسی میں ایک کا، کسی میں دو کا اور کسی میں تین کا جو بلڈنگ کا محکمہ ہے اس میں 15۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے جبکہ اس میں بہت کم بجٹ رکھا تھا یعنی کسی سکول کی لیٹرین یا چار دیواری نہیں ہے تو وہ آفس بلڈنگز ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ 150۔ارب کا ترقیاتی بجٹ ہے۔ انہوں نے یہ 150۔ارب تو خرچ کرنا ہے لیکن کرنا کس طرح سے ہے تو میری یہی گزارش ہے کہ یہ محکمہ جو 21۔ارب روپیہ تنخواہوں پر خرچ کرے گا اور باقی الاؤنسز پر خرچ کرے گا۔ اس کے علاوہ یہ حکمران رنگیلے شاہ والے ادوار کی طرح زندگی گزار رہے ہیں یعنی اتنے اتنے لاؤ لشکر اور نوکروں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کو یہ توفیق نہیں ہے کہ سکول سائیڈ جہاں پر بچوں کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے، جہاں پر

sanitation کی سہولت نہیں ہے، بچیوں کے سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے اور بلڈنگ sufficient نہیں ہے تو وہاں پر یہ اس طرح کرتے ہیں کہ ادھر 7۔ارب روپے کا اضافہ اور ادھر 7۔ارب روپے کی کمی کر دی۔ یہ جو اتنی نااہلی ہے اس کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اس محکمے کو بالکل جواب ہی دے دینا چاہئے اور صرف ایک روپیہ محترم وزیر تعلیم کو دے دیا جائے جس سے وہ کوئی ٹافی وغیرہ لے کر کھالیں تو یہ کافی ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ہاؤس میں آج سے تقریباً دو سال پہلے ایک کمیٹی بنی تھی جنہوں نے پرائیویٹ سکولز مینجمنٹ کے متعلق رولز بنانے تھے اور اس کمیٹی کا سربراہ میرے خیال میں وزیر تعلیم کو بنایا گیا تھا یا شاید احمد خان چیئر مین تھے۔ میں اگر فلمی پروڈیوسر ہوتا تو میں محترم عمران مسعود صاحب کو اپنی فلم میں ہیرو لیتا۔ دو سال پہلے جو کمیٹی بنی تھی اور آج حالت یہ ہے کہ جتنے بھی پرائیویٹ سکولز جو لوٹ مار کر رہے ہیں ان پر گورنمنٹ کی گرفت ہی نہیں ہے۔ وہ کمیٹی اس لئے بنی تھی کہ انہوں نے ان کے لئے رولز اینڈ ریگولیشنز بنانے تھے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یا تو اس کمیٹی کا کوئی نتیجہ مرتب ہونا چاہئے یا اس کمیٹی کو revise کر کے اس میں کوئی اور لوگوں کو ڈال کر نتیجہ نکالنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے اس دن عرض کیا تھا کہ جس طرح ایجوکیشن کی مد پر اتنا پیسا رکھا گیا ہے یہ خوشی کی بات ہے اور ایک اچھا قدم ہے لیکن اگر یہ پیسا خرچ ہی نہ کیا جائے اور واپس خزانے میں جمع ہو جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے لاہور کے تین چار کالجز کی نشاندہی کی تھی جیسے اسلامیہ کالج کوپر روڈ، اسلامیہ کالج فار بوائز ہے یہ وہ سکول ہیں جہاں پر برآمدوں میں کلاسیں ہوتی ہیں اور وہاں پر ٹھنڈا پانی تک میسر نہیں ہے۔ سب سے بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ جب پریکٹیکل ہوتے ہیں تو ان لیبارٹریوں میں وہ چیزیں ہی مہیا نہیں ہیں جس سے بچے پریکٹیکل

کر سکیں،لائبریریوں میں جدید قسم کی معلومات کی کتابیں ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ نے کافی تقریر کر لی ہے۔ فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس کا جواب دیا تھااور میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت تشریف فرما نہیں تھیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!اس کے علاوہ وہاں پر جو بیس بیس سال سے ایک ہی پوسٹ پر تعینات ہیں ان کی پروموشن نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔پلیز تشریف رکھیں۔جی،ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر!ابھی بگو صاحب نے پرائیویٹ سیکٹر لاء کے حوالے سے کمیٹی کی بات کی ہے۔آپ ہی کی ہدایت پر ہاؤس کی تمام پولیٹیکل پارٹیوں کی representationاس کمیٹی میں ہے،اس کمیٹی کے کنوینر ملک احمد صاحب ہیں اور میں خود ابھی تک اس کمیٹی کی سفارشات کا منتظر ہوں، جونہی اس کمیٹی کی سفارشات آئیں گی ہم انشاء اللہ جو بھی قانون سازی ہے وہ خود کریں گے اور ہاؤس اس پر مہربانی فرمائے گا۔ مجھے خوشی ہے کہ بگو صاحب نے ایک پرائیویٹ سیکٹر کی طرف بھی روشنی ڈالی ہے اور کچھ مسائل اس طرف بھی ہیں لیکن جب بھی ہم discussionکرتے ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ ہم سرکاری سکولوں کو فوکس کرتے ہیں اوراس کو تنقید کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ پورا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں، میں نے، میرے کسی ساتھی نے یا چیف منسٹر پنجاب نے کہا ہو کہ پنجاب کے سکولوں کی حالت 100 فیصد ٹھیک ہو گئی ہے، فرنیچر ٹھیک ہو گیاہے، لیٹرینیں بن گئی ہیں، ایسی کوئی بھی صورتحال نہیں ہے۔ میں نے پہلے دن بھی یہ کہا تھا کہ اگر پہلے دن سے ہمارے estimates لے لیں تو 102۔ ارب روپیہ ہمیں پنجاب کے تمام سکولوں اور کالجوں کو ٹھیک کرنے کے لئے درکار ہے۔ آج سے چار سال پہلے جب یہاں پر ایک پالیسی سٹیٹمنٹ دی گئی تھی تو اس میں یہ کہا گیا تھا کہ 63ہزار 858 سکولوں میں سے چالیس ہزار سکولوں کی کوئی چار دیواری ہے، فرنیچر ہے، پانی ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی باتھ روم یا لیٹرین ہے تو جب ہم نے اس کا estimateلگایا تھا تو 102۔ارب روپیہ ڈویلپمنٹ سائیڈ پر ہمیں چاہئے تھا۔ پھر ہم نے ایک ریفارم پروگرام ڈیزائن کیا اور کہا کہ اگر ہم نے enrollment بڑھانی ہے، drop out کو decreaseکرنا ہے،ان بچوں کو access of opportunity دینی ہے تو ہمیں incentive دینے پڑیں گے اور انفراسٹرکچر کو ٹھیک کرنا پڑے گا۔کسی بچے کو اگر آپ ٹاٹ سے کرسی پر بٹھادیں تو آپ اس پر کوئی مہربانی نہیں کر رہے بلکہ یہ اس کا بنیادی حق ہے، اگر آپ کسی سکول میں بجلی لگوا

دیں، ڈیسک یا لیٹرین بنوادیں تو یہ اس کا بنیادی حق ہے۔آج بھی ہمارے سکولوں کے بچے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آج بھی ہمارے سکولوں میں چار دیواری نظر نہیں آتی لیکن ہم نے تین سالہ پروگرام 21-ارب روپے پر محیط کیا، اب 21-ارب روپے کو آپ distribute کریں تو 7-ارب روپیہ سالانہ بنتا ہے۔ایک سال میں ہم 7-ارب روپے خرچ کر رہے ہیں لیکن آپ کو 102-ارب روپے چاہئیں تو صاف ظاہر ہے کہ جو ایک desired result وہ لوگ مانگتے ہیں شاید ہمیں نہ مل سکے لیکن اس میں اہم چیز یہ ہے کہ آپ ہماری commitment دیکھئے ہم نے ان چیلنجز کو face کیا اور ہم نے کسی سے یہ اعداد و شمار چھپائے نہیں ہیں۔ہاں! آج میں یہ کہتا ہوں کہ ان تین سالوں میں ہم نے فی ضلع 14 کروڑ روپیہ دیا ہے۔اس 14 کروڑ روپے میں فیصل آباد کے تمام سکول ٹھیک ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس 14 کروڑ میں گجرات کے سکول ٹھیک ہو سکتے ہیں لیکن ہم نے اس کو فوکس ضرور کیا ہے۔ہمیں روایتی انداز میں ڈویلپمنٹ بجٹ ایک ارب روپیہ ملتا تھا لیکن جب سے ہماری حکومت آئی ہے اس سے پہلے 34-ارب روپیہ بجٹ تھا اس 34-ارب کو اٹھا کر اگر میں آج کی فگر بتاؤں تو یہ 102-ارب روپے پر پہنچ گئے ہیں۔آپ دیکھیں کہ 34-اور 102-ارب روپے میں کتنا فرق ہے؟ یہ وژن اور commitment کی بات ہے جو ہم نے show کی۔جس کٹوتی کے حوالے سے آج ہم یہاں پر بحث کر رہے ہیں اور آپس میں ڈائیلاگ کر رہے ہیں تو اب میں آپ کو non development کا بھی break up دوں گا۔تاثر یہ ملتا ہے کہ 21-ارب روپیہ عیاشی پر خرچ کیا جاتا ہے، تنخواہوں پر ٹی اے، ڈی اے پر یا دیگر محکمہ کے اخراجات پر خرچ کیا جاتا ہے، ہماری اس پر بھی نظر ہے کہ ہم نے اپنے expenditure کو بھی کم کیا لیکن کچھ ایسی ضروریات ہیں جس کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر میں آپ کو اس 21-ارب روپے کا break up دوں اور میں یہ چاہوں گا کہ تمام ممبران اس کو غور سے سنیں۔ایک ارب 70 کروڑ روپیہ creation of new posts in schools کے لئے رکھا ہے۔یہ وہی پوسٹیں ہیں جو آپ سکولوں کی اپ گریڈیشن کرواتے ہیں۔اپ گریڈیشن کا ہرگز مقصد یہ نہیں کہ آپ نے سکول میں دو کمرے بنا دیئے لیکن ٹیچر بھول جائیں، میں بتاتا ہوں کہ جہاں پر اپ گریڈیشن ہوتی ہے وہاں پر ہمیں ٹیچر بھی بھیجنا پڑتا ہے۔اب ہم نے ان نئی پوسٹوں کے لئے ایک ارب 70 کروڑ روپیہ رکھا ہے اور اسے ہم نے non development side پر رکھا ہے۔اس کے علاوہ دو ارب روپیہ ہم نے 26 ہزار نئے اساتذہ کی

بھرتی کے لئے رکھا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ کے پاس ہونے کے بعد کریں گے۔ آج بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں سیٹیں خالی پڑی ہیں، چار ہزار بندہ ہم نے کنٹریکٹ کی بنیاد پر چار سالوں میں بھرتی کیا۔ اب اس بجٹ کے بعد ہمیں وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے اجازت دی گئی ہے کہ 26 ہزار نئے اساتذہ بھرتی کرنے ہیں جس کے لئے ہم نے 2۔ ارب روپیہ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ recruitment of college teachers کے لئے ہم نے ایک ارب روپیہ رکھا ہے یعنی ہم کالج level کی کمی کو بھی پورا کریں گے۔ یہ سارے جو فگرز میں آپ کو بتا رہا ہوں یہ non development side پر رکھے ہیں۔ اس کا سارا فائدہ بچوں کو ہے، یہ سارا پیسا کوئی عیش و عشرت پر خرچ نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ provision of free text books کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا ہے جو وژن 2020 چیف منسٹر صاحب نے دیا کہ پہلی سے پانچویں جماعت تک مفت کتابیں فراہم کریں گے، پھر پانچویں سے آٹھویں تک اور اس کے بعد آٹھویں سے دسویں تک مفت کتابیں دیں گے۔ اس وقت 10.8 ملین بچوں کو مفت کتابیں مل رہی ہیں اور ان کے door steps پر جا کر دی جاتی ہیں، ایسا پنجاب کی تاریخ میں کبھی بھی نہیں ہوا۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس غریب کی سفید پوشی کا بھرم قائم رہے، ہم نے poverty alleviation پر کام کیا، women development پر کام کیا، women empowerment پر کام کیا، ہم نے اس غریب پاکستانی کسان کو اپنا بھائی خیال کیا کہ جس کی بڑی خواہش ہے کہ اس کا بچہ بھی ڈاکٹر یا انجینئر بنے اور اس کو کتابیں ملیں۔

جناب سپیکر! یہ -/14 روپے ماہانہ فیس بھی نہیں دے سکتے تھے پھر ہم نے کیبنٹ میٹنگ میں فیصلہ کیا۔ ہم نے مفت تعلیم کی، ہم نے مفت کتابیں دیں۔ ہم ان کے گھروں میں جا کر، پیک کر کے کتابیں بچوں کو پہنچاتے ہیں۔ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلے کبھی بھی نہیں ہوا۔ ہم نے -/200 روپیہ وظیفہ دیا۔ وظیفہ کے لئے 90 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ Non development میں کٹوتی کی جو یہ بات کر رہے ہیں اس میں 90 کروڑ کی جو آئٹم ہے وہ فری ٹیکسٹ بکس ہے۔ اس کے بعد 77 کروڑ روپے کی گرانٹ to the school councils، سکول کونسلز اس لئے بنائی گئیں کہ جس وقت ہم سکول کی ایڈمنسٹریشن کی بات کرتے ہیں۔ جہاں پر حاضری کم ہو رہی ہے، enrollment گر رہا ہے، drop out زیادہ ہو رہا ہے، ٹیچر غیر حاضر ہوتا ہے تو ہم نے سوچا کہ کیوں نہ ہم انتظامیہ پر social pressure دیں اور والدین کو involve کریں۔ ہم اس کونسل میں 60 فیصد ممبر والدین کو رکھ دیں اور پھر ان والدین سے کہیں کہ آپ یہ سکول چلائیں۔ یہ سکول

ان کے ہیں جن کے بچے اس میں پڑھتے ہیں۔ ہم نے یہی سوچا کہ اس کے والد کو سکول کونسل کا چیئر مین لگادیا جائے تاکہ اس کی ایڈمنسٹریشن اچھے انداز میں چلتی جائے۔

جناب سپیکر! ایک بہت بڑا کارنامہ جس کا کریڈٹ پنجاب حکومت کو ضرور ملنا چاہئے۔ ہماری ایک window جسے ہم پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے ذریعے poor schools این جی اوز کے ذریعے اور ہم جو پرائیویٹ سیکٹر کی مدد کرتے ہیں۔ وہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے اور ہم نے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو 3۔ارب 84 کروڑ روپے دیئے اس لئے دیئے کہ غریبوں کے سکولوں میں بھی مفت کتابیں جو کہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں دی جائیں، وظیفہ بھی دیا جائے، ان کو مفت ٹیچر بھی دیا جائے۔ لوگوں نے ہم سے کہا کہ آپ پبلک سیکٹر میں مفت کتاب دے رہے ہیں تو یہ پرائیویٹ سیکٹر والا پاکستانی بچہ نہیں ہے۔ ہم نے اس چیز کو recognize کیا اور 3۔ارب 84 کروڑ روپیہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو دے دیا اور انشاء اللہ دیا جائے گا اور یہ پیسا جو ہے پرائیویٹ سکولوں میں جائے گا کہ جن کی فیس -/50 یا -/100 روپیہ ہے یا وہ charitable organization ہے۔

جناب والا! اس کے بعد 2۔ارب 12 کروڑ روپیہ ٹیچرز ٹریننگ کے لئے رکھا گیا۔ یہاں پر جس معیار کی ہمیشہ بات ہوتی ہے کہ سرکاری معیار گر گیا۔ یہاں پر جو بچے ہیں ان کو پتا ہی نہیں وہ رٹا لگاتے ہیں۔ اس معیار کو بہتر کرنے کے لئے تین چیزوں پر فوکس کیا گیا ہے۔ ایک تو circular کو change کیا گیا ہے۔ ٹیچر ٹریننگ پر focus کیا گیا ہے اور امتحانی نظام کو تبدیل کیا گیا ہے۔ یہ تین ایسے آئٹم ہیں کہ جس کے ذریعے آپ quality کی طرف بڑھتے ہیں۔ ہم نے ٹیچرز ٹریننگ پر 2۔ارب 12 کروڑ روپے دیئے۔ ٹیچرز ٹریننگ ہمارا ایک ایسا ایریا تھا جو weak area تھا۔ جس پر پنجاب کی وزارت تعلیم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اس ٹیچرز ٹریننگ کو لوگ سزا سمجھتے تھے کیونکہ آپ دور دراز کے علاقوں سے لیڈی ٹیچرز کو بلا کر کہتے تھے کہ آپ دو ہفتے رہیں اور ٹیچرز ٹریننگ حاصل کریں۔ جو کہ ایک سزا سمجھی جاتی تھی۔ ہم نے ایک نیا ماڈیول بنایا۔ ہم نے cluster based system کیا، grass root level پر ہم نے ٹیچرز کو بھیجا، ہم نے district Lead Master Trainer تیار کیا۔ وہ نیچے تحصیلوں میں جا کر cluster based کر کے وہاں پر اب ٹریننگ دی جا رہی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ پہلی بار ہوا کہ ہم نے یہ permanent posts کر دی ہیں۔ ہمارے پاس پہلے Master Lead Trainers اور ڈسٹرکٹ ٹیچر ایجوکیٹر کی پوسٹ مستقل نہیں تھی۔ ہم نے سمری کے ذریعے وزیر اعلیٰ پنجاب سے اجازت لی اور اب ہماری یہ

پوسٹیں پکی ہو گئی ہیں۔ اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے پورے پنجاب میں نان سٹاپ on the spot ریگولر ٹیچر ٹریننگ ہمارے ٹیچرز کو دی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے یہ ٹیچر ٹریننگ گرمی کی چھٹیوں میں دی جاتی تھی۔ صرف تین مہینے دی جاتی تھی۔ ہم نے بہت بڑی رقم 6-ارب 31 کروڑ روپے Non development میں books کی صورت میں کالجز میں ایڈمنسٹریشن کے لئے آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے واپس rotate کیا۔ کالجز provincial subject ہیں، سکولز devolved ہیں اور وہ ڈسٹرکٹ سبجیکٹ ہیں۔ اس کے لئے اب ہم نے صاف ظاہر ہے کہ کالجز ہمارے پاس واپس آئے۔ ٹوٹل 430 کالج بنتے ہیں ان کو ہم نے واپس حاصل کیا۔ اسی طریقہ سے 4-ارب 80 کروڑ روپے کی بہت بڑی رقم ہماری grant-in-aid to the autonomous bodies autonomous bodies ہمارے institutions ہیں جس طرح چونا منڈی کالج، کوئین میری کالج وغیر ہیں۔ حکومت ان کو گرانٹ دیتی ہے۔ ہم نے اس کے لئے بھی non development میں رقم مختص کی اور اس طرح اگر آپ اس کا پورا تخمینہ لگائیں تو یہ 22-ارب روپیہ بنتا ہے جس کے بارے میں انہوں نے یہاں پر کٹوتی دی ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے بڑی نیک نیتی کے ساتھ اپنی ایجوکیشن پالیسی کو top priority پر رکھا چونکہ یہ vision 2020 کا بہت بڑا حصہ تھا اور یہی focus کیا گیا کہ یہاں پر پیسا مختص کیا جائے۔ پنجاب ایک literate society کے طور پر ابھرے، پنجاب ایک "پڑھا لکھا پنجاب" اور روشن پاکستان بن سکے، پنجاب جو کہ highly populated صوبہ ہے جس میں 80 ملین بندے رہتے ہیں اور اللہ کی مہربانی سے ہماری ان interventions سے جو ہم نے focus, commitment, good governance, 100 percent utilization of funds جس کے بارے میں میں آخر میں بھی بات کروں گا اس حوالے سے ہم نے 42 فیصد شرح خواندگی سے 62 فیصد تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ سارا کریڈٹ حکومت پنجاب کو جاتا ہے، اس vision کو جاتا ہے جو کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے پہلے ہی دن دیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے commitment show کی۔ ہم نے کوئی کوٹا نہیں دیا۔ ہم نے 50 ہزار کنٹریکٹ پر اساتذہ کو بھرتی کیا اور یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ میرٹ پر ہم نے اس کی ریکروٹمنٹ کی ہے اور سارے لوگوں نے ہم سے تعاون کیا۔

جناب سپیکر! کسی بھی ادارے کے ساتھ کوئی سیاست نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ قومی

ادارے ہیں، یہ سکولز ہم نے اپنی آنے والی نسل کو یہاں سے بنانا ہے اور ہم اس نسل کو ایک feeling دینا چاہتے ہیں کہ وہ بڑے A کلاس شہری ہیں۔ غریب ہونا ہم کوئی لعنت نہیں بنانا چاہتے لہذا اس لئے ہم اس غریب بچے، اس غریب ماں باپ جس کی بڑی خواہش ہے کہ اس کا بچہ پڑھ جائے اور کوئی بڑا آدمی بن جائے، ہم نے اس کو focus کیا۔ آج اللہ کی مہربانی سے یہاں پر میرے دوستوں نے ٹیچرز کی تنخواہوں کے حوالے سے بات کی۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارا جو ایجوکیٹر ہے اس کی تنخواہ -/4200 ہے جو بہت کم ہے۔ یہی بات کئی بار وزیر اعلیٰ صاحب سے ہوئی اور وزیر اعلیٰ خود جا کر سمری کے انداز میں جا کر وزیر اعظم سے ہم نے کہا ہمیں وزیر اعظم نے جو ایک ہزار روپے الاؤنس کا اعلان کیا تھا۔ اس کے لئے ہمیں 3۔ ارب روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے۔ مالی سال کے اختتام پر ہمارے پاس پیسے نہیں تھے۔ ہم نے پیسے وزیر اعظم صاحب سے مانگے کہ آپ نے اعلان کیا۔ میں آپ کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ جب وفاقی بجٹ کا اعلان ہوا تو 15 فیصد ہمارے تمام ٹیچرز کی تنخواہ بڑھ گئی ہے۔ پچھلے سال 15 فیصد مہنگائی الاؤنس دیا تھا جو کہ پنجاب حکومت نے مہنگائی الاؤنس تمام ٹیچرز کو دے دیا۔ یہ جو 15 فیصد تنخواہ بڑھی ہے یہ ہمارے ان کنٹریکٹ ٹیچرز کو بھی ملے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ابھی یہاں پر الاؤنس کی بات ہو رہی ہے جو ہمارے ٹیچرز سڑکوں پر آئے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک high power کمیٹی بنا دی ہے۔ چیف سیکرٹری اس کو head کر رہے ہیں، سیکرٹری ہوم ہیں اور سیکرٹری فنانس ہیں۔ کل بھی میٹنگ تھی اور آج بھی اس حوالے سے میٹنگ ہے۔ ایسے matters جو کہ پنجاب حکومت سے related ہیں ان کی promotions کے حوالے سے، ان کے pay scale کے حوالے سے یا ان کی تنخواہوں اور الاؤنسز کے حوالے سے، وہ کمیٹی جب بھی اپنی سفارشات دے گی انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر! آخری دو باتیں یہاں پر کرنی انتہائی ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ پانچویں اور آٹھویں کے امتحان کی یہاں پر بات کی گئی۔ ہم نے quality کو حاصل کرنے کے لئے نیا امتحانی نظام رائج کیا۔ یہ پیپرز پنجاب میں بنائے جائیں گے اور تمام ضلعوں کو ایک ہی پیپر جائے گا اور پانچویں اور آٹھویں یاد رکھئے ایک ایسا امتحان ہے جو کہ ہماری internal assessment ہے اس میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم اتنا پیسا لگا رہے ہیں، آیا معیار تعلیم کیسا ہے، ٹیچر کیسا پڑھا رہا ہے، circular کیسا

ہے، books کیسی develop ہوئی ہیں اور آیا بچوں کو کوئی problem ہے۔

جناب والا! یہ بورڈ کا امتحان نہیں ہوتا۔ بورڈ کا امتحان صرف دسویں اور بارہویں کا ہوتا ہے جس میں پاس فیل ہوتا ہیں۔ جس دن پانچویں کا امتحان تھا اس دن ہمارے ٹیچرز سڑکوں پر تھے، انہوں نے ہڑتال کی ہوئی تھی۔ دس اضلاع میں بچوں کو مارا پیٹا گیا اور سنٹرز کو lock up کیا اور بچوں کو باہر نکال دیا گیا اس لئے پانچویں کا امتحان نہیں ہو سکا۔ پھر کچھ دن بعد آٹھویں کا امتحان تھا، پھر بھی وہ ٹیچرز strike پر تھے۔ اس میں لوگوں کو بہت زیادہ inconvenience face کرنا پڑی۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم یہ امتحان لیں گے ہی نہیں، ٹھیک ہے اس میں فیل پاس نہیں ہوتا لیکن ہماری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ ہم اس بچے کو facilitate کریں جس کے لئے اتنا زیادہ پیسا لگایا جاتا ہے۔ Books کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب سے کئی بار اس بارے میں میٹنگز بھی ہوئیں کہ آیا ان گرمی کی چھٹیوں میں books ہمیں دینی چاہیئں یا نہیں۔ ہم نے دو اضلاع میں pilot کیا اور وہ pilot کامیاب رہا۔ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت سے ہم نے ڈیپارٹمنٹ کو یہ کہہ دیا ہے کہ آپ ایک ایسا فارمولہ طے کریں کیونکہ اب سکولوں میں چھٹیاں ہو گئی ہیں۔ ٹیچرز بھی چھٹی پر چلے گئے ہیں، بچے بھی چھٹی پر چلے گئے ہیں۔ ہم نے اضلاع سے کہہ دیا ہے کہ جس میں جتنی capacity ہے اگر آپ تمام بچوں کو گھروں سے بلا لیں اور یہ books آپ انہیں اگر دے سکتے ہیں تو آپ دے دیں۔ اس میں ہمیں کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ بچے کے ہاتھ میں کتاب رہے اور بچہ پڑھتا رہے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ یہاں پر رانا صاحب کی فنانس منسٹر کے ساتھ بحث ہو رہی تھی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام ڈیپارٹمنٹس کا mid term review بھی ہوتا ہے، کتنی releases ہوتی ہیں، کتنی utilization ہوتی ہے، کتنی ٹرانسفر ڈسٹرکٹس کو جاتی ہیں۔ یہ mid term review ہوتا ہے ہمارا پی اینڈ ڈی سے مل کر اور ہر وزیر، ہر سیکرٹری، ہر ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ کے ساتھ مل کر ہم دیکھتے ہیں کہ ہم کس طرف کھڑے ہیں اور کتنا ہمارا بجٹ خرچ ہوا ہے۔ محکمہ تعلیم میں انشاء اللہ تعالیٰ 30۔جون تک 100 percent utilization کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ کوئی پیسا ضائع نہیں ہوا اور جس صفحہ نمبر 49 کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں تو یہ تکنیکی معاملہ ہے۔ 9۔ارب روپے کا بجٹ estimate بنایا گیا لیکن جب revised آیا تو 4۔ارب روپے اور اس میں 5۔ارب روپے کی ایک missing ہے اور یہ وہ رقم ہے کہ جو ڈسٹرکٹس کو on line

transferہو جاتا ہے جو کہ وہاں پر اکاؤنٹ 4 میں چلا جاتا ہے اور جب یہ اکاؤنٹ 4 میں پیسا چلا جاتا ہے تو ہماری طرف سے یہ پیساspendہو جاتا ہے، utilizeہو جاتا ہے لیکن ہم ان کی مانیٹرنگ کے ذریعے، affectiveمانیٹرنگ ٹیم جو ہم نےthird party monitoringچیف منسٹر مانیٹرنگ ٹیم تیار کی ہے جس میں ہم نے 800 بندے بھرتی کئے اور ایک ایک سکول میں ہمارا موٹر سائیکل والا جوان جاتا ہے اور جا کرassessکرتا ہے۔

جناب سپیکر! دنیا کے کسی بھی ملک میں10 percent random inspection سے زیادہ کوئی نہیں چلتا لیکن آپ کا واحد ملک پاکستان ہے کہ پنجاب میں 100 فیصد انسپکشن ہم نے مانیٹرنگ کے ذریعے شروع کر دی ہے اور ہم یہensureکر رہے ہیں کہ یہ پیسا، جوpublic moneyہے، Tax payable moneyہے اور یہ لوگوں کی امانت ہے تو ایک ایک پیسے اور ایک ایک دمڑی کا حساب، اس کوaccountableاورanswerableبنانے کے لئے یہthird party monitoring teemہم نے تیار کی جو کہ ہمارا احتساب کرتے ہیں اور یہ وہthird partyہے جو کہ منسٹری کو چیک کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ کیا حالات ہیں، کیسا ٹھیکیدار کام کر رہا ہے، بجلی، پانی انرولمنٹ اور حاضری کا بتاتی ہے۔

جناب سپیکر!third partyمانیٹرنگ سے ہمارے ٹیچرز کی حاضریensureہوئی اور ٹیچرز نے حاضر رہنا شروع کر دیا ہے لہذا ہماری ہر چیز پر نظر ہے اور ہم نے یہ جو پالیسی بنائی ہے تو اس میں پچھلے بیس سالوں میں پہلے سکول ایجوکیشن میں بہت زیادہ زور رہا ہے اور جتنے بھی سوشل ایکشن پروگرام بنے ہیں اور سب نے سکول پر فوکس کیا اور ہم نے بھی سکول پر فوکس کیا لیکن آج آپ نے دیکھا ہو گا کہ ڈویلپمنٹ سائیڈ پر ہم نے یونیورسٹی کے لئے ہائر ایجوکیشن کے لئے 6۔ارب روپے رکھے ہیں اور ہم پورے ڈیپارٹمنٹ کو اور پوری اس پالیسی کو بڑاholistically dealکر رہے ہیں اور ہم نے تمامgrey areasکوaddressکیا، سکول، کالجز، یونیورسٹی بچے کی smooth shiftingہو اور بچے کو کوئی پرابلم نہ آئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وفاق کے ساتھ ہم بالکل تعاون کرتے ہیں، ہم چاروں صوبے بیٹھ کر وفاق کے ساتھ یونیفارم پالیسی بناتے ہیں اور یہ ٹیچرز کی ہڑتال صرف پنجاب میں ہی نہیں بلکہ تینوں صوبوں میں ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ یہاں پر لوگوں نے کہا کہ شاید یہاں ہم فیڈرل حکومت سے ڈکٹیشن لیتے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ فیڈرل حکومت بھی ہماری اپنی حکومت ہے اور کچھ ایسیproposalsہیں جو کہ پنجاب نے دی ہیں کہ

یونیفارم پالیسی بنانے کے لئے composite exam، اکیڈمک سیشن کو change کرنا اور اس کے بعد Boards میں uniformity لے کر آنا، یہ پنجاب نے suggest کیا تھا اور پنجاب ایک leading صوبہ ہے اور باقی صوبے اس کو follow کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کے ریفارم پروگرام کو اتنی پذیرائی ملی ہے کہ دنیا کی تمام انٹرنیشنل ایجنسیاں یہ کہتی ہیں کہ یہ بہترین پروگرام ہے۔ انہوں نے پوری دنیا میں سوشل سیکٹر میں 14 پروگرام select کئے تھے اور آپ کے پنجاب پاکستان کو ان 14 پروگراموں میں سے ریفارم پروگرام کو اتنی پذیرائی ملی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری گڈ گورننس سے، ہماری commitment سے، ہمارے وژن سے اور ہماری merit based policy سے ایشین ڈویلپمنٹ بنک، ورلڈ بنک کو جو ہم کہتے ہیں financial support ہمیں ملتی ہیں۔ یہ آپ کی کریڈیبلٹی ہے، یہ پنجاب کی کریڈیبلٹی ہے اور یہ پنجاب کی کریڈیبلٹی ہے جو کہ ہم financial disaster کی طرف جا رہے تھے تو ہم نے اپنی گڈ گورننس، حکمت عملی، اپنی پوری ٹیم سے یہ stage حاصل کی ہے کہ آج لوگ پنجاب کو ایک رول ماڈل پنجاب کا حوالہ دیتے ہیں اور یہ سارا کریڈٹ ہماری پوری کابینہ، ہمارے boss اور چیف ایگزیکٹو وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ استدعا ہو گی اور میں اپنے فاضل ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اور ہمارا collective cause ہے ایجوکیشن میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ appreciate کیجئے کہ یہ واحد ایسی حکومت ہے جس نے پیسا لگایا ہے۔ آپ اور ہم پرانی حکومتوں میں بھی رہے ہیں لیکن پیسا کبھی بھی ایجوکیشن پر نہیں لگا۔ نعرے لگتے رہے ہیں لیکن یہ واحد حکومت ہے جس نے اپنی intentions اپنی بجٹ ایلوکیشن سے prove کی ہیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم اس کٹوتی کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ وزیر موصوف صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اگر یہ اس پر عمل کر سکیں تو ہم اس کی تائید کریں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ اس کے پچاس فیصد پر بھی عمل نہیں کریں گے چونکہ پانچ سال ہو گئے۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

"اب سوال یہ ہے کہ 21۔ارب 75کروڑ 45لاکھ 68ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC21015 تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب 75کروڑ 45لاکھ 68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ چار مطالبات زر cut Motion کے اوپر آج کارروائی ساڑھے گیارہ بجے تک ہو گی اور اس کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست ہو گی تو آج جمعہ کا دن اور وقت کی کمی ہے اور اپوزیشن سے بھی اس بابت بات ہو گئی تھی اور وہ مطمئن ہے کہ پولیس کا محکمہ رہ گیا ہے تو جب سپلیمنٹری بجٹ پر بحث ہو گی تو اس وقت بات ہو جائے گی۔ راجہ صاحب نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے کہ اس وقت پولیس پر بات کر لیں گے۔ اب اہم قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 24لاکھ 33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 9 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 76 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9 کروڑ 36 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21005

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو86کروڑ67لاکھ 29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21006

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 21لاکھ 3ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008کو ختم ہونے والے مالی سال08-2007کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21007

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2کروڑ70لاکھ 95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال08-2007کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5 کروڑ 47 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6۔ارب 79 کروڑ 29 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب 84 کروڑ 46 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 88 کروڑ 56 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 87 کروڑ 51 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21013

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 29۔ارب 10 کروڑ 86 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 21 لاکھ 60 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 54 کروڑ 50 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 18 کروڑ 15 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 96 کروڑ ایک لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ 86 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب، 34 کروڑ 69 لاکھ 96 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 66 کروڑ 63 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 51 لاکھ 39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 97 کروڑ 92 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 75 کروڑ 29 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 88 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 12۔ارب 65 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21029

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8کروڑ 4لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008کو ختم ہونے والے مالی سال08-2007کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21030

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب 85کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2008کو ختم ہونے والے مالی سال08-2007کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21031

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 5۔ارب 27کروڑ66لاکھ 42ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008کو ختم ہونے والے مالی سال08-2007کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 57 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ڈیفنس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 35۔ارب 32 کروڑ 55 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 38 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 71۔ارب 88 کروڑ 47 لاکھ 63 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 10۔ارب 67 کروڑ 18 لاکھ 5 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 68 کروڑ 12 لاکھ 20 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 60 کروڑ روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری ترقی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 53۔ارب 69 کروڑ 60 لاکھ 98 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 15۔ارب ایک کروڑ 84 لاکھ 12 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14-ارب 28 کروڑ 13 لاکھ 66 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2008 کو ختم ہونے والی مالی سال 08-2007 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے زبردست ڈیسک بجائے گئے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب! فرمائیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج سے کوئی پانچ یا چھ روز قبل میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا۔ آج چونکہ ہاؤس کے اندر قائد ایوان بھی تشریف فرما ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی موجودگی میں بھی یہ بات on record آ جانی چاہئے کہ جب پنجاب کے اندر گرفتاریاں کی جا رہی تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 25-جون 2007 کو سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔